REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

خلافت نمبر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516.

جلد ۴۵ شمارہ ۲۱، ۲۲

۵، ۱۲ محرم ۱۴۱۷ ہجری — ۲۳، ۳۰ ہجرت ۱۳۷۵ ہش — ۲۳، ۳۰ مئی ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

قرآن کریم میں اُمّتِ محمدیہ کیلئے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا گیا ہے

خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ خلافت سے محروم نہ رہے!

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور: ۵۶)

ترجمہ:- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُسے اُن کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اُس (خلافت) کو اٹھالے گا۔ پھر کاٹ ڈالنے والی بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اُس کو بھی اٹھالے گا۔ اور پھر ظالمانہ بادشاہت کا دور شروع ہوگا۔ جب تک اللہ چاہے گا وہ قائم رہے گا پھر اللہ اس دور کو بھی اٹھالے گا۔ اور پھر نبوت کی طرز پر دوبارہ خلافت قائم ہوگی۔ پھر آپ خاموش ہوگئے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ٢٣، ٣٠ ہجرت ١٣٧٥ ہش

برکاتِ خلافت — زندہ حقیقت

اس نشست میں ہم قارئین بدر کو آج سے قریباً ٥٠ سال قبل کی تاریخ احمدیت کی ورق گردانی کے نتیجہ میں ملنے والی ایک دلچسپ اور بصیرت افروز حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ ١٩٣٩ء میں جماعت احمدیہ کے قیام پر ٥٠ سال مکمل ہوئے اور اسی سال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بھی ٢٥ سال مکمل ہو گئے۔ اور احباب جماعت نے خلافت جوبلی کا جشن مناکر حمد و مسرت کے گیت گائے۔ اس موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ١٢ جنوری ١٩٤٠ء مطبوعہ الفضل ٢٥ جنوری ١٩٤٠ء میں احباب جماعت پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے پچاس سال قبل ایک تنہا فرد خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے مبعوث ہوا۔ دنیا نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے مشن کو ختم کر دینے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن وہ دن بدن اپنے مشن میں بڑھتا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی خلافت قائم ہوئی۔ اور پھر اس کی بھی شدید مخالفت کی گئی اور آج وہ ایک بیج ٢٥ - ٣٠ سال میں لاکھوں بیجوں کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور اب ہم ان کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ بیج ایک کسان کی طرح اس کے ساتھ ہی ہم ان لاکھوں بیجوں کی ایک فصل پیدا ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آئندہ پچاس سال اگر ہم اسی رفتار سے بڑھیں اور ان لاکھوں سے کروڑوں بنیں تو اس ذمہ داری سے سبکدوش سمجھے جائیں گے۔ تب خدا کی حمد اور شکر کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خلافت کے دامن سے وابستہ لوگوں کو ہر میدان میں فتح دی۔ اور ان کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ٢٥ سال میں جماعت کہیں کی کہیں پہنچ گئی۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام براعظموں میں اس عقیدہ کے ماننے والے لوگ موجود ہیں۔ آج ہم ایک معمولی جمعہ کے لئے جمع ہوئے ہیں اس میں اس سالانہ سے چار گنا سے زیادہ احمدی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری سال ہوا۔

"پس یقیناً اس جشن کے بعد ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو چکی ہے۔ کیونکہ کیا بلحاظ جانی قربانیوں کے، کیا بلحاظ مالی قربانیوں کے، کیا بلحاظ علمی ترقیات کے، کیا بلحاظ تبلیغ کے، کیا بلحاظ تعلیم و تربیت کے اور کیا بلحاظ کثرت تعداد اور زیادت نفوس کے۔ غرض ہر رنگ میں ہم نے پہلی فصل کے کاٹنے اور دوسری فصل کے بونے کا اعلان کیا ہے۔ مگر پہلی فصل صرف ایک بیج سے شروع ہوئی تھی اور اس دوسری فصل کی ابتداء لاکھوں بیجوں سے ہوتی ہے اس لئے جب تک ہم یہ ارادہ نہ کرلیں کہ ان لاکھوں بیجوں کو اتنی ہی تعداد سے ضرب دیں گے جتنی تعداد سے اس ایک بیج نے ضرب کھائی تھی۔ اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیا ہے۔ مالی لحاظ سے وہ فصل خالی خزانے سے شروع ہوئی تھی اور لاکھوں تک پہنچ گئی۔ گویا فصل اب لاکھوں سے شروع ہوئی ہے۔ اسی طرح وہ فصل ایک کلمہ سے شروع ہوئی تھی اور سینکڑوں کتابوں تک پہنچ گئی اور یہ فصل سینکڑوں کتابوں سے شروع ہوئی ہے۔ پس جب تک اب لاکھوں روپیہ سے کروڑوں روپیہ، اور سینکڑوں کتابوں سے ہزاروں اور لاکھوں کتابیں نہ بن جائیں اس وقت تک ہم ...

حضور نے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ "اگر پہلے ایک سے لاکھوں ہوئے تو آج سے پچاس سال کے بعد وہ کروڑوں ضرور ہو جائیں۔ اگر آج سے ٢٥ سال پہلے جماعت دس بارہ گنا بڑھی تو اگلے ٢٥ سال میں کم سے کم دس بارہ گنے ضرور بڑھ جانی چاہیئے"۔

اس خطبہ پر ٥٠ سال کا عرصہ گزرنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ چشمہ سائے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر سایہ باوجود شدید ترین مخالفتوں کے جماعت کے اس بیج نے ان تمام پہلوؤں میں ترقی کی جن کا حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے مذکورہ بالا خطبہ میں اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا شاہد ہے کہ آج جماعت کے مضبوط مشن ١٤٨ ممالک میں قائم ہیں۔ تمام براعظموں بلکہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہماری آوازیں ایم۔ ٹی۔ اے۔ انٹرنیشنل کے ذریعہ دیکھی اور سنی جاتی ہیں۔ اور حضرت امیر المؤمنین کا خطبہ جمعہ براہ راست لاکھوں بلکہ کروڑوں افراد اکناف عالم میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔

جانی قربانیوں کے لحاظ سے واقفین زندگی، واقفین نو اور واقفین عارضی کی ایک عظیم الشان فوج ہے جو اس شاہراہ پر غلبہ اسلام و احمدیت بلند کئے قافلہ سالار امیر المؤمنین کی قیادت میں رواں دواں ہے۔ اور سینکڑوں اسیران راہ مولیٰ مصائب کی چکی میں جسم و جذبات کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ بیسیوں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ مالی لحاظ سے بھی ہزاروں کروڑوں اربوں روپے مجموعی طور پر پیش کرتے ہیں۔ علمی، تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے دیگر ذرائع کے علاوہ ایم۔ ٹی۔ اے کی خدمات ٢٤ گھنٹے ساری دنیا میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔ وہ بیج جو لاکھوں کی صورت میں بوئے گئے، الحمد للہ لاکھوں کی شکل میں ہر سال پکے ہوئے پھل کی صورت میں دامن احمدیت میں گر رہے ہیں اور جماعت بفضلہ تعالیٰ کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔

جہاں تک کتابوں کا تعلق ہے ... جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے روزنامہ، ہفت روزہ، ماہنامہ ... اخبارات و رسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ اور ... جماعت احمدیہ لٹریچر شائع ہوا ہے اس کی مثال گزشتہ سو سالہ ... تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پس ہم بجا طور پر فخر کرتے ہیں کہ ہمیں رفتار سے ابتدائی ... ترقی ہوئی۔ خلافت کے زیر سایہ اگلے پچاس سال میں اسی رفتار سے ترقی ہوئی۔ اور ان اسلامی خدمات کی نظیر نہ تو بڑی بڑی اسلامی حکومتوں میں ملتی ہے اور نہ ہی نام نہاد اسلامی تنظیموں میں اور نہ ہی غیر مبائعین کی انجمنوں میں۔ جو نہ صرف خلافت کی برکت ہے بلکہ خلافت حقہ کی زندہ شہادت بھی ہے۔ مذکورہ تاریخی حقیقت کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جن لوگوں نے خلافت احمدیہ کا انکار کیا تھا وہ کس قدر عظیم الشان نعمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور یہ بات ان لوگوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے جو اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی برکت سے جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے منکر ہیں۔

پس جہاں پہلے پچاس سال میں جشن مناکر ایک فصل کاٹی اور بوئی۔ اگلے ٥٠ سال میں بھی ہم نے عظیم الشان جشن مناکر ایک فصل کاٹی اور پھر ایک بوئی۔ اس لحاظ سے جو ذمہ داریاں پہلوں پر عائد ہوئیں اور انہوں نے ادا کیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر ہم پر بھی عائد ہوتی ہیں۔ پس ہمیں اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ خلافت کے زیر سایہ جلد از جلد غلبۂ اسلام کے سامان پیدا فرمائے۔ اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو تاقیامت خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین۔ اللّٰھم آمین ۞

قریشی محمد فضل اللہ

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

ارشادِ نبوی
اِتَّقُوا اللّٰہَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ
(سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملیگا)
—— (منجانب) ——
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
معصوم آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
١٦ میبنگولین کلکتہ - ٧٠٠٠٠١
فون نمبر:
٢٢٨٥٢٢٢
٢٢٨١٦٥٢
٢٢٣٠٧١٤

خطبہ جمعہ

ہر اندھیرے کے مقابل ایک نور ہے۔ جب تک یہ اندھیرے موجود رہیں گے نور داخل نہیں ہوگا

مختلف نفسانی اندھیروں کی نشاندھی اور ان سے بچنے کی نصیحت!

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء مطابق ۱۵ امان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــــًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ○

(سورۃ النور: ۴۰، ۴۱)

یہ جو دو آیات ہیں ان سے متعلق میں نے گزشتہ خطبے میں یہ بیان کیا تھا کہ ان دونوں کا تعلق دراصل اندھیروں ہی سے ہے اگرچہ پہلی آیت میں بظاہر روشنی کا منظر کھینچا گیا ہے مگر ایسی روشنی جو روشنی کے فائدوں سے محروم رکھے بلکہ اُلٹا اندھیروں والا نقصان پہنچائے وہ اندھیروں سے بھی بدتر ہے کیونکہ اندھیروں میں تو انسان جانتا ہے کہ میں اندھیرے میں ہوں۔ ٹٹول ٹٹول کر چلتا ہے احتیاط سے قدم اُٹھاتا ہے، کوشش ضرور کرتا ہے کہ اندھیرے کے نقصان سے بچ سکوں مگر جسے روشنی ہی روشنی دکھائی دے رہی ہو اس کا دھوکا سب سے بڑا دھوکا ہے پس قرآن کریم نے پہلی مثال اس روشنی کی دی ہے جو دراصل اندھیروں سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ اس روشنی کی مثال میں کس قسم کے اندھیرے ہیں۔

ان دونوں آیات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں نفس کے اندھیروں کی طرف زیادہ اشارہ ملتا ہے جو اپنے نفس سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسری آیت میں بیرونی اثرات کے اندھیرے ہیں جو بیرونی عوامل کے نتیجے میں انسان کو نور یا بصیرت سے محروم کر دیتے ہیں۔ مثلاً بادل ہے وہ نفس سے نہیں اُٹھتا باہر کی چیز ہے اس کے نیچے بھی ایک اندھیرا ہوتا ہے۔ موج ایک بیرونی چیز ہے جو بادل کے نیچے ہو تو اور بھی اس کا اندھیرا گہرا ہو جائے گا۔ اس کے نیچے ایک اور موج ہو وہ اور بھی زیادہ گہری ہو جائے گی تو اگلی مثال میں تین اندھیرے جو بیان فرمائے وہ تینوں بیرونی حرکات سے یا وجوہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلا اندھیرا جو ہے وہ نفس سے تعلق رکھتا ہے مگر وہ بھی ایک اندھیرا نہیں ہے اس میں بھی کئی اندھیرے ہیں اور قرآن کریم کی ہر آیت پر کوئی نہ کوئی دوسری آیت روشنی ڈال رہی ہے اور اس طرح آیات کے بھی جوڑے جوڑے ہیں۔ پس اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ پہلی آیت کی مثال قرآن کریم میں کہاں کس آیت میں ملتی ہے تو اس مضمون پر مزید روشنی پڑ جائے گی اور معین ہو جائے گا کہ کون کون سے خطرات نفس سے وابستہ ہیں جو اُٹھ کر اندر سے پیدا ہوتے ہیں اور انسان کو اندھیروں میں غرق کر دیتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں اچھی چیزوں کی پیروی کر رہا ہوں دیکھ رہا ہوں اور جو دیکھ رہا ہوں وہ میرے فائدے میں ہے اور اس کے باوجود وہ چیز دراصل اس کے نقصان میں ہوتی ہے۔

یہ مضمون ہے جو اس پہلی آیت میں بیان ہوا۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے کفر کیا ایک ایسے سراب کی سی ہے جو ایک بہت بڑے وسیع چٹیل میدان میں واقع ہو۔ اسے پیاسا پانی سمجھتا ہے لیکن جب وہ وہاں پہنچتا ہے جہاں سمجھتا تھا کہ پانی ہے اس کی پیاس بجھانے کے لئے کوئی چیز وہاں نہیں ملتی ہاں اس کے گناہوں کی سزا دینے کے لئے خدا وہاں ملتا ہے جو اس کا حساب چکا دیتا ہے اسی سے ملتی جلتی دوسری آیت جس میں ان نفسانی اندھیروں کی تفصیل بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(سورۃ الحدید: ۲۱)

یہ پانی کی بجائے یا سراب کی بجائے ایک اور مثال پیش فرمائی گئی مگر دونوں کا نتیجہ بعینہ وہی نکلتا ہے اور آخری خلاصہ یہ ہے "وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ" دنیا کی زندگی دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے جس طرح سراب ایک دھوکہ ہے اس میں پیاس بجھانے کی کوئی طاقت نہیں اور زندگی بخشنے کی کوئی طاقت نہیں اسی طرح دُنیا کی زندگی کی اور بھی ایسی چیزیں ہیں جو محض ایک دھوکہ ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ ان میں تمہارے لئے لذات کے سامان اور لذتیں ہیں مگر جب تم ان کو پاتے ہو تو اس سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ لبا اوقات ان کو ایسا فنا کر دیتا ہے کہ جو کچھ تمہاری محنتیں ہیں سب اکارت جاتی ہیں جن چیزوں کی تمہیں تلاش تھی وہ وہاں نہیں ملتی۔ پس وہی مضمون ہے جو سراب والا مضمون ہے مگر یہاں زیادہ تفصیل سے ان اندھیروں کا ذکر فرمایا گیا تاکہ انسان ان کو پہچان لے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔

دُنیا کی زندگی کی مثال "جان لو" سے شروع ہوتی ہے آیت "اِعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا" جان لو کہ دُنیا کی زندگی کی مثال "لعب و لھو" کھیل اور تماشا، محض ایک کھیل اور دل بہلاوا ہے یہ ایک جوڑا ہے اصل میں، ایک ہی مضمون سے تعلق رکھنے والا" و زینۃ و تفاخر بینکم" اور زینت سجنا دھجنا اور پھر اس زینت کو ایک دوسرے سے مقابلے کے لئے استعمال کرنا تاکہ تم ایک دوسرے پر فخر کر سکو کہ دیکھو ہماری چیز اتنی خوبصورت اور اس کی ایسی بے کار اور مقابل پر بھدی دکھائی دینے والی۔ یہ دوسری ظلمت ہے جس کا ذکر فرمایا۔ تیسرا ہے "و تکاثر فی الاموال والاولاد" تکاثر کے نیچے دو باتیں ہیں جو ایک اور قسم کے اندھیرے سے تعلق رکھتی ہیں اور پہلا جو اندھیرا ہے وہ بھی جوڑے میں بیان فرمایا "لعب و لھو"۔

پس دوسری آیت میں جو پہلے میں نے تلاوت کی تھی اس میں بھی تین ظلمات کا ذکر ہے اور جو اندرونی اندھیرے ہوتے ہیں ان کی بھی دراصل تین ہی قسمیں ہیں۔ تین قسموں کے اندھیرے ہیں جو انسانی نفس سے وابستہ ہیں اس سے پیدا ہوتے ہیں اور انسان کو دھوکے میں مبتلا کرتے ہیں اور آخری نتیجہ یہی ہے کہ دُنیا کی زندگی ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کی مثال فرمائی "کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ" اس کی مثال ایسی بارش کی سی ہے جو کھیتی اگاتی ہے تو وہ کھیتی کفار کو بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے "ثم یھیج" پھر وہ لہلہاتی ہے مگر پھر "فتراہ مصفرًا" پھر وہ زرد ہو جاتی ہے "ثم یکون حطامًا" پھر وہ خشک ہو کر چورہ چورہ ہو جاتی ہے۔ ہیجان کہتے ہیں لہلہانے کو اور حرکت کو تو "یھیج" کا مطلب ہے وہ خوب نشوونما دکھا کر ہوا کے ساتھ لہلہانے لگتی ہے لیکن بالآخر زرد پڑ جاتی ہے اور یکون حطامًا وہ خشک ہو جاتی ہے "و فی الاٰخرۃ عذاب شدید" اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے جو اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ دُنیا کی ناکامی اور نامرادی جن کاموں میں محنت کی تھی وہ دراصل نیک انجام کو نہ پہنچیں اور انسان کو جو توقعات وابستہ تھیں وہ توقعات پوری نہ ہوں یہ اس کھیتی کی سی مثال ہے جو شروع میں بہت اچھی لگتی ہے مگر بالآخر انجام اس کا ناقص اور خراب ہے فرمایا "فی الاٰخرۃ عذاب شدید" آخرت میں شدید عذاب بھی ہے مگر "و مغفرۃ من اللہ و رضوان" مغفرت بھی ہے اور رضوان بھی۔ مغفرت اور رضوان کے لئے کوئی الگ بنیاد قائم نہیں فرمائی۔ کوئی ایسا مضمون نہیں فرمایا کہ یہ تو عذاب والا مضمون تھا اب مغفرت اور رضوان والا مضمون یہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہی دنیا کی زندگی مغفرت اور رضوان کا موجب بھی بن سکتی ہے اور وہی دُنیا کی زندگی سزا اور عذاب کا موجب بھی بن سکتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ جو خدا سے دور ہیں ان کو دُنیا کی زندگی فائدہ نہیں پہنچاتی اور بسا اوقات بدانجام ہوتے ہیں اور اپنی محنتوں کے لطف نہیں اٹھا سکتے اگر اسی دُنیا کی زندگی کو ان تین بلاؤں سے محفوظ رکھو جو اندھیروں کی بلائیں ہیں جن کا پہلے ذکر فرما دیا گیا تو پھر وہی دُنیا کی زندگی مغفرت کا موجب بھی بن سکتی ہے اور اللہ کے رضوان کا موجب بھی بن سکتی ہے کیونکہ نتیجۃً وہ باتیں بنیادی ایک نتیجہ بھی نکال سکتی تھیں دوسرا بھی نکال سکتی تھیں اس لئے الگ مضمون باندھنے کی بجائے اسی پہلے مضمون کے آخر پر دو نتیجے رکھ دیئے اور ایک آخرت میں عذاب شدید کا نتیجہ دوسرا مغفرت اور رضوان کا نتیجہ۔

اب آپ اس پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ وہ تمام چیزیں ہیں جو انسانی نفس سے تعلق رکھتی ہیں باہر سے نہیں آئیں جو ہم یہ کہتے ہیں "نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا" تو اس دُعا میں یہی اندھیرے ہیں، یہی بُرائیاں ہیں جن سے بچنے کیلئے ہم خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم تیری پناہ میں آتے ہیں "مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا" ان شرور سے جو ہمارے اندر پھوٹ رہے ہیں اور ان بُرائیوں سے جو ہمارے اعمال سے پیدا ہوتی ہیں تو دیکھیں بیرونی کوئی چیز نہیں ہے تمام اندھیرے اس آیت سے تعلق رکھنے والے اور اس سے پہلی آیت سے تعلق رکھنے والے نفس کے اندھیرے ہیں اور نفس کے اندھیرے روشنی کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے جو نفس سے چیز اٹھتی ہے وہ خوبصورت بن کے دکھائی دیتی ہے اور انسان پہچان نہیں سکتا کہ یہ ظلمت ہے یا روشنی ہے۔

قرآن کریم میں جو دنیا کی زندگی کا خلاصہ نکالا گیا ہے یہی تینوں کے دائرے ہیں دنیا کی زندگی محدود ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے تمام دُنیا میں جو قوموں کی ایک دوسرے سے برتری کی دوڑ ہو رہی ہے اقتصادی جنگیں ہیں یا سیاسی جنگیں ہیں اور معاشرتی مقابلے ہو رہے ہیں ان کا یہ آیت مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے کچھ بھی اس سے باہر نہیں۔ پس اس زندگی میں جس کا ہم خصوصیت سے آجکل اس زمانے میں مشاہدہ کر رہے ہیں اس سے بہتر خلاصہ نکالا جا ہی نہیں سکتا، ہو ہی نہیں سکتا کوئی پہلو باقی نہیں چھوڑا۔ پہلا پہلو "لعب و لھو" کھیل کود اور دل بہلاوا جوں جوں یہ زمانہ ہلاکت کی طرف بڑھ رہا ہے لعب اور لہو کو زیادہ اہمیت ہوتی چلی جا رہی ہے اور زندگی کی اہم چیزوں کو نسبتاً کم اہمیت دی جا رہی ہے یہاں تک کہ اکثر دنیا کی امیر قوموں کا پیسہ زیادہ لہو و لعب پہ خرچ ہو رہا ہے اور ایک معمولی حصہ ہے جو ان کی روزمرہ کی زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے پر خرچ ہوتا ہے جو روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں پر ان کا خرچ کرتا ہے وہ تو بنیادی طور پر اتنا تھوڑا ہے کہ امیر قومیں اگر صرف اسی پر راضی رہیں تو ان کو سمجھ نہ آئے کہ ہم اس دولت کو کہاں پھینکیں کیونکہ ایک ملک کے اکثر نہیں تمام انسانوں کی تمام ضرورتیں جہاں تک امیر ملکوں کا تعلق ہے ان کی کل آمد کے معمولی حصے سے پوری ہو سکتی ہیں باقی صرف عیاشی کے ذریعے ہیں عیش و عشرت کے سامان، مکانوں کی دوڑ، جائیدادوں کی دوڑ۔ مگر پہلے لہو و لعب کی بات کرتے ہیں کھیل تماشہ تھیٹر سینما اور عیاشی کے اڈے یہ وہ جگہیں ہیں جہاں پر ملک کی اکثر دولت خرچ کر دی جاتی ہے اور اسی کے مقابلے کے نتیجے میں پھر اندھیروں کے بطن سے اور اندھیرے پیدا ہوتے ہیں، جرائم پھیلتے ہیں اور اکثر جرائم پھیلنے کی وجہ لہو و لعب کی تلاش اور ان کی جستجو ہے اور ان کا نتیجہ ان کے پیچھے چلنا ہے اکثر آدمی غریب ہیں یعنی دُنیا کے اکثر آدمی غریب ہیں۔ امیر ملکوں میں غربت کا معیار بدل جائے گا مگر غریب وہاں بھی ہیں اور اکثر غریب ہی ہیں انگلستان میں بھی اکثر غریب ہیں امریکہ میں بھی اکثر غریب ہیں جرمنی میں بھی کوئی دُنیا کا ترقی یافتہ ایسا ملک نہیں جہاں آپ کہہ سکیں کہ اکثر امیر ہیں تو اکثریت غریبوں کی ہے اور لہو و لعب کا معیار امیرانہ بن جاتا ہے۔ لہو و لعب میں غریبانہ لہو و لعب کوئی چیز ہی نہیں رہتی جو بھی لہو و لعب ہیں وہ امیرانہ ٹھاٹھ ہیں اور وہ ٹیلی ویژن پر دکھائی جاتی ہیں وہ اخبارات میں اشتہارات کے طور پر دکھائی جاتی ہیں وہ ریڈیو پر سنائی جاتی ہیں کبھی گانوں کی صورت میں، کبھی یہ بتا کر کہ یہ نئی قسم کا ایک البم نکلا ہے تو اس میں فلاں گانے والے حصہ لے رہے ہیں اس پر روپیہ خرچ کرو اور اسی طرح عیش و عشرت کے دوسرے سامان ہیں میوزک کا دلدادہ انسان کو بنا کر ایک قسم کی DRUG ADICTION پیدا کر دی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں لہو و لعب سے تعلق رکھتی ہیں اب دیکھیں پہلا عنوان خدا نے یہ لگایا ہے دُنیا کی زندگی تو لہو و لعب ہے اور لہو و لعب کی اگر تم پیروی کرو گے تو تمہیں سوائے

ناکامی، نامرادی اور بالآخر تکلیف اُٹھانے کے اور کچھ میسّر نہیں آسکتا کیونکہ لہو و لعب کی پیروی ہی خود کئی قسم کے جرائم پیدا کرتی ہے۔

اور وہ لوگ جو غریب ہیں ان کا دل بھی تو چاہتا ہے کہ وہ بھی امریکہ کے ہالی وڈ طریقے پر دلچسپی کی زندگی بسر کریں اور وہ میوزک خریدیں جو دوسرے امیر لوگ خریدتے ہیں جیسے وہ DECK خریدیں جن پر سے THREE DIMENSIONAL اثر پیدا کرنے والی میوزک پیدا ہوتی ہے۔ وہ جب یہ چیزیں خرید نہیں سکتے تو پھر چاقو لے کر نکلتے ہیں یا رات کو کسی گھر کے دروازے توڑتے ہیں۔ انہوں نے پیسے تو حاصل کرنے ہیں کیونکہ لہو و لعب کے رسیا بن جاتے ہیں اور پھر لہو و لعب کا رسیا انسان دوسرے انسانوں کی ہمدردی سے دن بدن محروم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس کو لہو و لعب کی عادت پڑ جائے اس کی بلا سے کوئی غریب فاقے مر رہا ہے یا نہیں مر رہا۔ اپنے ملک کے غریبوں کی اس کو ہوش نہیں رہتی کجا یہ کہ افریقہ کے غریبوں کی فکر کرے یا اور دوسرے دنیا کے فاقہ کشوں کی فکر اس کو لاحق ہو جائے پس سوال ہی اس کا پیدا نہیں ہوتا۔ اپنے گھر کے، اپنے بھائی اور بہن کی ضرورتوں کی فکر سے بھی وہ مستغنی اور آزاد ہو جاتا ہے۔ لہو و لعب کا رسیا تو بعض دفعہ اپنے بچوں کی فکروں سے بھی آزاد ہو جاتا ہے صرف اپنی فکر لگی رہتی ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ بعض خواتین کے ایسے معاملات سامنے آتے ہیں کہ خاوند نے جتنا بھی کمایا وہ اپنے عیش و عشرت پر خرچ کرتا ہے۔ اتنا تھوڑا بیوی بچوں کے لئے دیتا ہے کہ اس سے ان کی بمشکل روزمرہ کی ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں۔ وہ غریبانہ زندگی بسر کرتے ہیں جب کہ باپ ٹھاٹھ سے رہ رہا ہے ماں سارا دن محنت کرتی ہے۔ اور مرتی ہے گھر میں اور خاوند آتا ہے اور اپنے حکم جتا کر اور کچھ سختیوں کے احکامات دے کر کچھ تھوڑے سے پیسے پکڑا کے اور باہر جا کر ہوٹلوں میں کھانا کھاتا، اپنے دوستوں کے ساتھ عیش و عشرت کرتا یا اور لہو و لعب کے سامان ڈھونڈتا پھرتا ہے۔

تو لہو و لعب ایک بہت ہی اہم چیز ہے جس کا انسانی زندگی کے سنوارنے یا بگاڑنے سے گہرا تعلق ہے اور یہ اندھیر النفس سے پیدا ہوتا ہے جہاں انسان سمجھتا ہے کہ میرے اس میں مزے ہیں۔ اور لہو و لعب ایسی چیز ہے جو عمر کے ساتھ ساتھ از خود دور ہونے لگتی ہے یعنی لہو و لعب کی تمنا خود ڈھلنے لگتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان اس دور کو نہ پہنچے سوائے اس کے کہ جوانی میں مر جائے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "فتراہ مصفراً ثم یکون حطاماً" ایسے بڈھے ملیں گے جن کی گناہوں کی حسرتیں پوری ہی نہیں ہوئیں اور گناہوں کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ جتنے پھرنے کی طاقت باقی نہیں رہی، جوڑ جوڑ دکھنے لگے لیکن گناہوں کی حرص مٹی نہیں۔ غالب نے جس طرح کہا ہے کہ ؎

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

عجیب حال ہے میرا گناہوں کا دریا تو اپنے جوش و خروش میں اور لہریں مار مار کے اس تیزی سے بہہ گیا کہ اب وہ خالی برتن رہ گیا ہے دریا کا اس میں کچھ بھی نہیں رہا سب پانی بہہ گیا۔ اور

"میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا"

میرے تو دامن کا کنارہ بھی ابھی پوری طرح بھیگا نہیں تھا جو میری گناہوں کی حسرت ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا میں کرسکا ہوں یا کرسکتا ہوں اور بعینہٖ یہی انسانی زندگی کی صورت ہے۔

حقیقت میں ہر انسان پر سوائے اس کے کہ اللہ اسے بچالے یہی مضمون صادق آتا ہے۔ ہر انسان خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس کے گناہوں کی حسرت گناہوں کی حد سے ہمیشہ آگے بھاگ رہی ہوتی ہے سو قدم آگے چلتی ہے۔ اور تلاش جو ہے وہ پھر بھی جاری ہے پیاس پھر بھی باقی ہے۔ پس عملاً دیکھا جائے تو ہر قدم ہی وہ قدم ہے جہاں خدا تعالیٰ اس کا حساب چکانے کے لئے کھڑا ہے مگر جو اندھا ہو جو نفس کا اندھا ہو وہ بظاہر روشنی میں قدم اُٹھا رہا ہے مگر وہ ہر چیز کی حقیقت جاننے سے عاری ہے۔ اس میں یہ صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی کہ وہ دیکھے وہ کیا کر رہا ہے اور یہ عملاً چیزیں انفرادی طور پہ بھی ظاہر ہو جاتی ہیں قومی طور پر بھی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اب بسا اوقات مسائل سامنے آتے ہیں تو قومیں کہتی ہیں ہمارے ان مسائل کا کیا حل ہے، چوریوں کا کیا حل ہے، ڈاکوں کا کیا حل ہے اور وہ جو سکولوں میں ظلم ہو رہے ہیں بچے اُٹھتے ہیں بغاوت کرتے ہیں اور اپنے پرنسپل کو قتل کر دیتے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں دن بدن یہ باغیانہ رویہ بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ یہ سوچتے نہیں کہ جو بنیادی وجوہات ہیں وہ فطرت کے اندر ہیں انسانی فطرت کے اندر ان کی تلاش کرو اور ان کا وہاں علاج کرو جہاں سے وہ سر اُٹھا رہی ہیں۔ اور قرآن کریم نے اس تجزیے ہر چیز کو کھول دیا ہے کہ تمہارے اندر جو لہو و لعب کی جاہلانہ، پاگلوں والی تمنا ہے وہ تمہیں لے ڈوبے گی اور بالآخر تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ دوڑو جتنا مرضی دوڑنا ہے۔ ایک مثال میں فرمایا گیا ہے کہ جس طرح تم سراب کی پیروی کر رہے ہو آگے پہنچو گے تو حسرت کے سوا تمہیں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہ جو پاگل پن ہیں یہ بھی اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ لہو و لعب کی تمنا زیادہ ہو اور پانے کی توفیق کم ہو ہر وقت بے چینی میں ایک انسان جلتا رہے وہ نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ ابھی حال ہی میں جو سکاٹ لینڈ میں نہایت دردناک واقعہ ہوا ہے یہ قوم ساری سوچ رہی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک پاگل اتنے معصوم بچوں کو اُٹھ کر ذبح کر دے اور قتل کرے، گولیوں سے بھون دے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جن کے اوپر کوئی جانور بھی شاید حملہ نہ کرے، بسا اوقات جانور بھی چھوٹے بچوں کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جو شکار کے مضمون پر مستند کتابیں ہیں وہ بتاتی ہیں کہ شیر اگر بکری کا لیلا وہاں کھڑا رہ جائے اور باقی سارے دوڑنے والے جانور بھاگ چکے ہوں یا ہرن کا بچہ رہ جائے تو اس کھڑے بچے کو شیر کبھی کچھ نہیں کہے گا، بھوکا بھی ہو تو کچھ نہیں کہے گا۔ انسانی فطرت میں خدا تعالےٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ جو معصوم بے سہارا ہو جس کو اپنے دفاع کی طاقت نہ ہو اس پر جانور بھی رحم کرتے ہیں لیکن اس بدبخت نے کوئی رحم نہیں کیا۔ یہ سوچ رہے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہوئی ہے کیوں ایسا ہوا۔ آؤ ہم ان وجوہات کی تلاش کریں قانون بدلیں فلاں بات کریں فلاں بات کریں۔ مگر جو مرضی قانون بدلیں جب تک قرآن کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق فطرت میں اُتر کر جائزہ نہیں لیں گے اس وقت تک ان کو کوئی سمجھ نہیں آئے گی۔ جس معاشرے میں عیش و عشرت کی طرف توجہ دلانے کے لئے تمام ذرائع اختیار کئے جا رہے ہوں اور عیش و عشرت سے منہ پھیرنے کے لئے کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا جائے، جہاں کھلی دعوت ہو بے حیائی کی، جہاں لہو و لعب اس طرح پلیں اور پنپیں جیسے ماں کے دودھ پر بچہ پلتا ہے اس قوم میں محرومیاں تو لازماً ہوں گی۔ یہ ناممکن ہے کہ تمنائیں اونچی ہو جائیں اور حصول کی طاقتیں کم ہوں اور محرومیاں پیدا نہ ہوں۔ تمناؤں اور حسرتوں کا ایک طبعی تعلق ہے ایک چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پس یہ حسرتیں ہیں جو پاگل کر دیتی ہیں لوگوں کو اور یہ حسرتیں کچھ

قسم کی ہیں۔ کئی ایسی حسرتیں ہیں جن کا اپنے بچپن کی حسرتوں سے تعلق ہے اور بچپن میں ایک انتقامی جذبہ پیدا ہوا ہے جو دب گیا ہے اس وقت۔ جب وہ پاگل پن دوبارہ کودا ہے تو بچوں پر ظلم کی صورت میں وہ جذبہ اُٹھا ہے اور اس نے وہ بہیمانہ ظلم کیا جو جانور کبھی نہیں کرتا۔ تو کہاں کہاں روکیں گے قانون سے۔ قانون کے ذریعے جرائم کو نہیں روکا جا سکتا۔ قانون کے ذریعے اگر بڑھتے ہوئے اُمنڈتے ہوئے جرائم کے سیلاب کو روکنے کی کوشش کریں گے تو بسا اوقات وہ دوسرے رستے نکال لے گا مگر سیلاب روکا نہیں جا سکتا۔ بند ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا وقت کبھی آیا یہاں کہ جب ڈرگ کو روکنے کی ہر کوشش ناکام ہو گئی تو انہوں نے یہ آواز اُٹھانی شروع کی کہ اب ڈرگ کو جائز ہی قرار دے دو جھگڑا ہی ختم کرو چنانچہ ایک بند ٹوٹتا ہے تو دوسرا بند آگے کھڑا کر دیا جاتا ہے وہ بھی ٹوٹ جاتا ہے تو پھر تیسرا۔ مگر جو سیلاب ہیں جو اندر سے قوت سے اُٹھتے ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی کیونکہ وہ قوانین قدرت کے تابع اُٹھتے ہیں اور قوانین قدرت میں ان کی وجوہات کی تلاش کرو اور قوانین قدرت کو سمجھنے کے بعد وہاں روک پیدا کرو جہاں ان کے اُٹھنے کی جگہ ہے تب ممکن ہو گا۔ پس یہ وہ جگہ ہے جہاں اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے لہو و لعب یا لعب و لہو۔ جب ساری سوسائٹی لعب اور لہو کی مریض ہو جائے اس میں تو یہ چیزیں از خود ہوں گی کوئی روک سکتا ہی نہیں ہے۔ اب لعب اور لہو جتنا آگے بڑھے گی، اتنا ہی کئی قسم کے بھیانک جرم از خود ان کے پیٹ سے پھوٹیں گے۔ بعض جگہ محض لعب ہے جو پاگل پن پیدا کر دیتی ہے۔ بعض جگہ لہو ہے جو پاگل پیدا کرتی ہے بعض جگہ دونوں مل کر پھر ایک دوسرے کے ساتھ کھل کھیلتی ہیں اور عجیب و غریب نتیجے نکالتی ہیں۔

> تفاخر کی خاطر قرض اُٹھانے، تفاخر کی خاطر اپنی حیثیت سے بڑھ کر چھلانگ لگانا یہ ایک ایسی مصیبت ہے جو انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور اس کے نتیجے میں گناہ بھی پیدا ہوتے ہیں اور معاشرہ دکھوں سے بھر جاتا ہے۔

اب کرکٹ کا میچ ہوا ہے اور اس کا ایک بخار چڑھا ہوا ہے قوموں کو اور حیرت کی بات ہے لعب ہے صرف لہو نہیں ہے۔ وہ اکیلی لعب کھیل اور وہ لوگ جن کا کوئی دور سے تعلق بھی نہیں ہے وہ دوسرے ملکوں میں بیٹھے خودکشیاں کر رہے ہیں کہ ٹیم ہار گئی۔ جنہوں نے کبھی کرکٹ کے بلے کو ہاتھ کبھی نہیں لگایا ان کا حال یہ ہے کہ وہ CRITICISE کر رہے ہیں کہ کپتان نے یہ غلطی کی، آئیں سہی ہم اس کا سر پھوڑ دیں گے۔ اب یہ کھیل ہے کہ پاگل پن ہے۔ یہ وہی پاگل پن ہے جس کے اندھیرے کی طرف ذکر فرمایا ہے کہ لعب و لہو کو اگر تم نے کھلی چھٹی دے دی تو وہ ان لوگ متاع غرور کے سوا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تم نے ایک دھوکے کی بات گھڑی کر لی ہے تمہارے نفس نے دھوکے کے مزے پیدا کر لیے ہیں ان میں کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔

اب پاکستان جیسا ملک جہاں اسلامی معاشرہ اور اسلامی اقدار کی باتیں ہو رہی ہیں ایک صاحب اُٹھے جب پاکستان ہارا ہے تو ٹیلی ویژن کو اپنی گولیوں سے بھون دیا پھر خودکشی کر لی خود گولیاں مار کے۔ پیچھے اس کے بیوی بچے یا جو بھی عزیز تھے ان کو کس قدر درد ناک تکلیف میں مبتلا کر گیا اور قوم کا منہ کالا کر گیا۔ لیکن لعب بھی جب سر پہ سوار ہو جائے تو جنون بن جاتی ہے اور جنون ہی اندھیرا ہے بالکل پاگل کر دیتی ہے مخبوط الحواس کر دیتا ہے۔ کھیلوں کی لڑائیوں میں بڑے قتل ہوئے ہیں ہندوستان میں بھی اب اس بنا پر کہ ہندوستان کو سری لنکا نے ہرا دیا سری لنکا کی ایمبیسی پر حملہ ہو گیا ہے۔ اگر حملہ کرنا ہے تو اپنے فارن آفس یا ہوم آفس پہ حملہ کرو تم ہارے ہو۔ سری لنکا کا کیا قصور ہے جس نے تمہیں ہرا یا ہے۔ قصور تمہارا ہے جو تم ہارے ہو لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو بھی کاٹا ہے کئی قتل ہوئے ہیں اس غصے میں آکے۔ اور پاکستان میں ایک نانی نے اپنے نواسے کی ٹانگ توڑ دی غصے میں۔ یہ اندھیرے ہیں اور دکھائی روشنی دے رہی ہے۔ دن دھاڑے کرکٹ کے میچ دیکھے جا رہے ہیں، آگیں لگ رہی ہیں، قتل عام ہو رہے ہیں، گندی گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں بھی پاگل پن انڈیا میں بھی پاگل پن دونوں جگہ پاگل پن لیکن لعب کا پاگل پن ہے۔ پاکستان میں یہ پاگل پن کہ اپنے کھلاڑیوں کو گالیاں دے رہے ہیں کہ آؤ تو سہی ہم تمہاری ٹانگیں توڑیں گے، تمہیں قتل کر دیں گے تم کیوں ہارے ہو۔ ایک جھوٹے الزام سراسر کہ تم پیسے لے کے ہار گئے ہو۔ یہ الزام اب دیکھیں ایک اندھیرے کی پیداوار ہے ایک اندھیرا ہے۔ جس قوم میں رشوت ستانی عام ہو جس قوم میں بک جانا عام بات ہو جس قوم کے ممبرز آف پارلیمنٹ کے متعلق اس گروہ کے آدمی بھی دوسرے گروہ کے بھی جو خود بھی ممبر پارلیمنٹ ہیں اخباروں میں کھلم کھلا بیان دیں کہ یہ سارے بکاؤ ہیں، ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے۔ ہماری ڈیماکریسی اور ہارس ٹریڈنگ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یعنی گھوڑوں کی منڈی ہے جو زیادہ پیسے دے آکے وہ گھوڑا خرید کے لے جائے یہ حال ہو جہاں وہاں اپنے کھلاڑیوں بے چاروں پہ انہوں نے کون سا احسان کرنا تھا۔ ساری عمر انہوں نے محنتیں کیں تکلیفیں اُٹھائیں ورزشیں کیں ڈسپلن کئے بال پکڑ پکڑ کے ہاتھ کی انگلیاں توڑیں اور آخر پہ یہ ان کو بدلہ ملا ہے کہ تم ضرور پیسے کھا گئے ہو جو ہار گئے، اس پر بعض کھلاڑیوں نے استعفیٰ دے دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہماری توبہ جو اب کبھی ہم اپنی قوم کے لئے کھیل کھیلیں۔ اور لعب کو آپ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ قرآن کریم کہہ رہا ہے بہت بڑی چیز ہے جو قوم لعب کی غلام بن جائے گی وہی پاگل ہو جائے گی وہ بھی اندھیرے پیدا کرے گی اور جو قوم لہو کی غلام ہو جائے گی وہ تو اور بھی زیادہ پاگل ہو جاتی ہے اور یہ دونوں چیزیں اگر اکٹھی ہو جائیں تو ساری قوم کا دماغ بالکل مختل ہو جاتا ہے وہ اندھیروں میں مبتلا ہو تی ہے جو اس کے نفس سے اُٹھ رہے ہیں۔ اب یہ دیکھیں یہ مضمون کس طرح سب دنیا پہ اور پر کس صفائی کے ساتھ پورا آرہا ہے مگر دیکھا اس لئے نہیں جاتا کہ نفس کا اندھیرا ہے اور نظر بھی نہیں آتا۔ اپنا نفس انسان کو دکھائی نہیں دیتا یہ بھی بڑی مصیبت ہے اور اس کے اندھیرا کہلانے میں ایک یہ بھی حکمت ہے اپنا قصور نہیں نظر آرہا اپنی آنکھ کا تنکا بھی دکھائی نہیں دیتا جب کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا شہتیر بن کے دکھائی دے رہا ہے (اور "اپنی آنکھ کا شہتیر" غلط کہہ گیا اس لئے دماغ میں شہتیر نہیں آتا کہ آنکھ میں شہتیر آ ہی نہیں سکتا مگر محاورے میں ہے بہر حال، تو تنکا دماغ میں آیا مگر بہر حال محاورہ یہ ہے کہ "اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی دکھائی دے دیتا ہے") مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی اندھیرے ہیں جو نفس کے اندر سے پیدا ہوتے ہیں اور تہہ بہ تہہ اندھیرے ہیں جن کی تقسیم اگر کی جائے تو ایک قسم یہ ہے لعب اور لہو۔

جو تقویٰ کی سچی زینت ہے وہ تفاخر میں تبدیل نہیں ہو سکتی اس کے قدم وہیں رک جاتے ہیں۔

تو جہاں قرآن کریم نے اندھیرے بیان فرمائے وہاں ایسے بھی اندھیرے بیان فرمائے جو تمہیں روشنی دکھائی دیتے ہیں بظاہر ان میں کوئی بھی اندھیرے کا پہلو نظر نہیں آتا۔ بچے بھی کھیلتے ہیں بڑے بھی کھیلتے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس میں آنکھ کوئی اندھیرا نہیں دیکھتی۔ لیکن قرآن توجہ دلا رہا ہے کہ جہاں بھی تم نے توازن کھو دیا وہاں یہی طبعی حالتیں اندھیروں میں تبدیل ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے ان اندھیروں سے بچو جو تمہیں اندھیرے دکھائی نہیں دیں گے۔ ایک بچہ کھیلتا بھی ہے پڑھتا بھی ہے اس کی اس حالت کو اندھیرا نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا کھیلنا اس کی پڑھائی کو طاقت بخشتا ہے اور اس کی صحت کو بحال رکھتا ہے اور بسا اوقات وہ دونوں میدانوں میں کامیابیاں حاصل کرتا ہے۔ اور زیادہ تسکین پاتا ہے۔ ایک بچہ ہے جو پڑھائی کی قربانی دے کر کھیل میں وقت خرچ کر دیتا ہے۔ ایک بڑا ہے جو عیش و عشرت کی خاطر اپنی زندگی کے فرائض سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اب ان دونوں قسموں کی مثالیں دراصل اندھیروں میں بسنے والوں کی سی ہیں مگر اگر دنیا کی لذتیں اس حد تک رکھی جائیں جس حد تک فرائض پر اثر انداز نہ ہوں تو اس صورت میں اس بچے کی طرح جو کھیلتا بھی ہے اور پڑھتا بھی ہے ایک انسان جائز حد تک اپنی خواہشات کو بھی پورا کرے جو طبعی ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فرمان کی حدود کو نہ پھلانگے تو یہی وہ چیزیں جو ایک جگہ ہلاکت کا موجب بنتی ہیں ایک جگہ مغفرت اور رضا کا موجب بن جاتی ہیں۔

متناسب کھیل، متناسب پڑھائی اور دونوں کے درمیان توازن رکھنا دنیا کی نعمتیں بھی عطا کرتا ہے اور دین کی نعمتیں بھی عطا کرتا ہے اگر دین دار ہو انسان، ورنہ کھیل کی کامیابیاں بھی بخشتا ہے اور علم کی کامیابیاں بھی بخشتا ہے تو مغفرت اور رضا کا جو تعلق ہے ان باتوں سے کہ لعب تو وہی رہے گی لہو بھی وہی ہو گی لیکن کس حد تک اگر خدا کی رضا کے تابع تم لعب سے بھی تعلق رکھو گے اور لہو سے بھی تعلق رکھو گے تو وہ بدی والی لہو نہیں رہے گی، وہ بدی والی لعب نہیں رہے گی۔ چنانچہ قرآن کریم نے انسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایک جائز طریق بھی بیان فرمایا ہے۔ اس جائز طریق کی حدود میں رہ کر وہ باتیں جو دوسری طرح لہو دکھائی دیں گی وہاں لہو نہیں رہتیں۔ میاں بیوی کے تعلقات ہیں، دوسرے ادا ایسے سیر گاہوں پہ جانا ہے، تفریحات سے استفادہ کرنا ہے، کھیلنا ہے، یہ سب چیزیں وہی ہیں جن کا انسانی فطرت کے طبعی تقاضوں سے تعلق ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر جگہ ان کی محدود اجازت دے کر یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں ہم نے طاقت تو بخشی ہے مگر اس طاقت سے فائدہ نہیں اٹھانا۔ فرمایا طاقت تو بخشی ہے مگر اس حد تک فائدہ اٹھانا ہے اس سے آگے نہیں جانا۔ یہ بات لوگ بھول جاتے ہیں کہ جس حد تک خدا نے فائدے کی اجازت فرمائی ہے لذت وہیں ختم ہو جاتی ہے۔ پوری لذت زیادہ سے زیادہ تسکین وہیں پاتی ہے اس سے آگے بڑھیں تو پھر وہی لذت اور وہی تسکین تکلیف کا سامان بن جاتی ہے۔ مثلاً کھانے کے متعلق فرمایا "کلوا واشربوا ولا تسرفوا" کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کھانا کھانے کا

صحیح طریق یہ ہے کہ ابھی بھوک ہو تو ہاتھ کھینچ لو۔ اب لذت ایسے شخص کو بھی ملتی ہے مگر ایسے شخص کی لذت نقصان سے پاک ہے۔ اس لذت کے بعد کوئی بدی اس کی لذت میں رخنہ نہیں ڈالتی۔ مگر وہ شخص جو ہاتھ نہیں کھینچتا وہ سمجھتا ہے میں زیادہ لذت اٹھا رہا ہوں۔ وہ کھاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پیٹ تن جاتا ہے اور اس وقت جب کہ جس نے ہاتھ کھینچ لیا تھا وہ آرام کی نیند سویا ہوا ہے، مزے لے رہا ہے، کھانے کا مزہ بھی باقی ہے، اس کے بعد جو غنودگی ہے اس نے بھی لطف دیا ایک سایہ تسکین کا پیدا ہوا اور کوئی تکلیف نہیں اور جو لگتا تھا کہ بھوک رہ گئی ہے بھوک خود بخود مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ڈاکٹر جانتے ہیں کہ انسان جب بھوک مٹائے تو اصل میں ضرورت سے زیادہ کھا چکا ہوتا ہے ابھی بھوک کچھ باقی ہو اور چھوڑ دے تو تھوڑی دیر میں ہی وہ کھانا میٹھے میں تبدیل ہو کر خون میں گھلتا ہے تو بھوک مٹا دیتا ہے تو جتنا کھانا بھوک مٹانے کے لئے کافی ہے وہ بھوک مٹنے سے پہلے کافی ہوتا ہے۔ جب مٹتی ہے بھوک اس وقت ضرورت سے زیادہ کھایا جاتا ہے تو دیکھیں جو قرآن کریم نے فرمایا اور حدیث نے جس پر روشنی ڈالی وہی مضمون ہے جس میں تسکین بھی ہے اور لذت بھی ہے۔

لہو و لعب کی اگر تم پیروی کرو گے تو تمہیں سوائے ناکامی، نامرادی اور بالآخر تکلیف اٹھانے کے اور کچھ میسر نہیں آ سکتا کیونکہ لہو و لعب کی پیروی ہی خود کئی قسم کے جرائم پیدا کرتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ آپ کو لذتوں سے محروم نہیں کرتا۔ یہ فرماتا ہے کہ اگر ہمارے کہنے میں آؤ ہماری ہدایت کے مطابق لذتوں کی پیروی کرو تو ان میں کوئی بھی نقصان کا پہلو نہیں ہو گا کوئی عسرتیں اس کے بعد تمہارا دامن نہیں پکڑیں گی۔ اگر تم خود بخود بھاگے پھرو گے تو لذت ایک حد کے بعد حاصل ہونا ویسے ہی بند ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بھوک کے ساتھ کھانا کھانے کا مزہ جانتے ہیں ان کو پتہ ہے جوں جوں بھوک مٹنے کے قریب پہنچ رہے ہوتے ہیں وہی کھانا جو پہلے بہت زیادہ مزیدار لگ رہا تھا آہستہ آہستہ کم مزیدار ہوتا چلا جاتا ہے اور آخری لقمے جو وہ لوگ زبردستی زہر مار کرتے ہیں ان میں مزہ کوئی خاص نہیں ہوتا صرف ایک لالچ آتا ہے۔ بھوک میں جو مزہ ہے طلب میں مزہ ہے طلب نہ رہے تو مزہ بھی مٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے طلب بھی پیدا فرمائی ہے اور مزے لوٹنے کا SCIENTIFIC طریق بھی بیان فرمایا ہے۔ فرمایا اس کی حد کے اندر رہنا ورنہ نہ مزہ رہے گا نہ تسکین رہے گی اور مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے اس کے بعد جو اس کے عوارض ہیں وہ جیتے جیتے ہی عمر کٹ جائے گی۔ چنانچہ جتنے بھی عیاشی کے ذریعے ہیں ان سب سے کچھ عوارض کا تعلق ہے۔ جو ویسے گناہ نہیں کرتے مگر کھانے میں بے اعتدالیاں کرتے ہیں ان کے اپنے عوارض ایک باقاعدہ پورا سیٹ ہے۔ ایک فہرست میں بیان کئے جا سکتے ہیں کہ پیٹو لوگوں کے عوارض کیا ہیں اور وہ تھوڑی سی زندگی عیش میں کر گئے۔ باقی زندگی کھانا سامنے ہے دکھائی دے رہا ہے کھایا نہیں جاتا۔ کسی کو شوگر لگ گئی کسی کو اور مصیبت واقع ہو گئی آنکھوں کے سامنے ہے اور کچھ نہیں حاصل کر سکتے کہ نہیں چلو جی بس منہ میں طاقت نہیں ہے۔ کہتے ہیں ہم تو دودھ پینے سے

بعض کہتے ہم تو روٹی پکھنے سے بھی محروم ہو گئے تو پہلے عمر کتابیں کیوں لکھتیں - تو جتنی لذت مقدر ہے اس سے آپ زیادہ بھی نہیں بچ سکتے جو مرضی کرلیں - پنجابی میں خوب کہا ہے کہ اس کے "دانے مک گئے" وہ پنجابی محاورہ ہے وہ ختم ہو گیا ہے اس کے دانے مک گئے ہر انسان کے دانے مقرر ہیں اس سے زیادہ کھا ہی نہیں سکتا جو جلدی کھائے گا اس کی باقی عمر کم کھانے پہ مجبور کرے گی اس کو اور زیادہ توفیق ہی نہیں ہوگی تو یہ بھی بے وقوفوں والی بات ہے کہ ہم بے پناہ بے حد لذت حاصل کر سکتے ہیں - ہم تو بعض مجبور لوگ ہیں جتنا خدا نے تقدیر میں مزے لکھے ہیں ان سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتے - جب بڑھیں گے تو اوّل تو وہ مزے کرکرے سے ہوں گے اور دوسرے وہ سزائیں بن کے پھر چوری کے مزے ہوں گے اور چوری کی سزا ملے گی ڈاکے کے مزے ہوں گے تو ڈاکے کی سزا ملے گی - پس ہر قسم کے گنہگار اپنے گناہوں کی شامت اعمال اس دُنیا میں بھی دیکھ لیتے ہیں -

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کھیتیاں ان کے سامنے زرد ہو جاتی ہیں ان میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور صرف تنکے باقی رہ جاتے ہیں - دل چاہتا ہے کہ کچھ حاصل ہو مگر کچھ حاصل ہو نہیں سکتا - اس کی بجائے وہ کیوں نہیں کرتے کہ جس کے نتیجے میں مزے بھی زیادہ اور پھر مغفرت بھی ہے - اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا مضمون اس تھوڑی سی بھوک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو آپ نے خدا کے حکم کے تابع برداشت کی - اور آپ سمجھتے ہیں کہ بھوک برداشت ہوئی فوراً پتہ چل گیا اس کے بعد کہ یہ تو یونہی دھوکہ تھا - اصل میں تو کچھ بھی نہیں تھا جیسے تو جتنا کھانا تھا سب مل گیا ہے مزہ بھی پورا ہو گیا بعد کی تسکین بھی مل گئی - لیکن وہ تھوڑا سا ٹکڑا ایک آزمائش کا ہلکا سا دور جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں اختیار کیا گیا طوعی طور پر

اختیار کیا گیا تو اس کے نتیجے میں پھر لامتناہی مغفرت کا مضمون ہے جو آئندہ دنیا میں پیش آئے گا پھر "ورضوان من اللہ" تو بدیوں کو چھوڑنا اور نیکیوں کی حدود میں محدود رہنا بظاہر ایک قربانی ہے اور بظاہر حد بندی ہے لیکن اگر اس میں رہنے کی عادت ڈالو پھر آنکھیں کھلتی ہیں اور سمجھ آتی ہے کہ کتنی مصیبتوں سے نجات ملی ہے - اور نفس کے اندھیرے سے بڑا اور کوئی اندھیرا نہیں کیونکہ انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ مجھے اس میں فائدہ ہے اور فائدہ وائدہ کچھ نہیں -

دوسرا پہلو بیان یہ فرما رہا ہے "وزینۃ وتفاخر بینکم" زینت اور تفاخر کا جو مزا ہے اس کے مقابل پر محض ایک تصویر ہے اس سے بڑھ کر چیز نہیں ہے - کھیل میں ایک ٹھوس چیز ہے جس کا بدن سے تعلق ہے انسان کچھ لذت پا رہا بھی ہے پھر کچھ نہیں بھی پاتا - لہو کا بھی یہی حال ہے کچھ لذت تو پاتا ہے پھر بعد میں کچھ محروم بھی ہو جاتے ہیں بعد میں وہی لذت سزا بھی بن جاتی ہے - مگر زینت جو ہے وہ صرف دکھاوا ہے - یعنی وہ زینت مراد نہیں جس کو قرآن کریم زینت قرار دے رہا ہے - یہاں منفی مضمون میں زینت کا ذکر پہلے آئے گا جس کو اندھیرا ہم کہتے ہیں وہ زینت ہے کہ صرف دکھانے کا شوق ہو - اور یہ زینت بھی بڑے اندھیرے اپنے اندر رکھتی ہے کیونکہ اس زینت کے ساتھ تفاخر بھی وابستہ ہے - بعض زینتیں ہیں جو انسان کی اپنی ذات سے وابستہ ہیں - ایک انسان کو اچھا پہننے کا شوق ہے خوبصورت بننے کا شوق ہے وہ اچھے کپڑوں پر خرچ کرے گا اور کچھ کریمیں لگائے گا چاہے رنگ سفید ہو یا نہ ہو مگر کوشش تو ضرور کرے گا کہ کچھ رنگ میں سفیدی میں کمی واقع ہو جائے - یہ تو کوششیں ہیں زینت کی یہ ثقافتی مقصوم ہیں - اپنی ذات میں یہ جائزہ کرنا

رہتا ہے کسی کو اچھا لگے نہ لگے کم سے کم اپنے آپ کو تو اچھا لگتا ہے مگر جو تفاخر ہے وہ اسی کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور دراصل ہلاکت جو ہے وہ تفاخر میں ہے -

قانون کے ذریعہ جرائم کو نہیں روکا جا سکتا -

تفاخر کا مطلب یہ ہے کہ زینت اس غرض سے کی جائے کہ دُنیا کو دکھایا جائے اور اپنے بھائیوں یا بہنوں کو نیچا دکھایا جائے - دُنیا کو یہ بتایا جائے کہ ہم زیادہ رکھتے ہیں اور دل میں یہ شوق ہو کہ ہمارا بھائی یا بہن ہم سے نیچے اور چھوٹے دکھائی دیں اور اس مقابلے کا مزہ ہم دیکھیں کہ ہم اونچے ہو گئے - یہ زینت کے پاگلوں والے شوق کا طبعی نتیجہ ہے ورنہ انبیاء بھی زینت کا خیال رکھتے ہیں - اور قرآن کریم فرماتا ہے "قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق" (الاعراف: ۳۳) کون ہے جس نے اللہ کی زینت کو حرام کر دیا ہے وہ زینتیں یا وہ طیبات جو رزق سے پیدا کئے ہیں - کون ہے جس نے حرام کیا ہے - یہ تو خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں - اور دوسروں کے لئے بھی وہ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں مگر آخرت میں ان زینتوں سے ان طیبات سے دوسرے محروم رہ جائیں گے اور خدا کے نیک بندے یہاں بھی فائدہ اٹھائیں گے وہاں بھی فائدہ اٹھائیں گے -

تو زینت کی بھی دو قسمیں ہیں جیسے لعب و لہو کے متعلق میں نے بیان کیا ہے ان کی بھی دو قسمیں ہیں زینت میں ایک زینت ہے جو انسان اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نزہت، صفائی کو پسند فرماتا ہے نزاکت کو پسند فرماتا ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے صاف ستھرے، اچھے ہو کر نکلیں - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اپنی زینت کا خیال رکھتے تھے اس زینت میں کوئی اندھیرا نہیں ہے کیونکہ یہ نفس سے نہیں پیدا ہوئی یہ تعلق باللہ سے پیدا ہوتی ہے یہ خدا کی رضا کے تابع رہنے کے نتیجے میں اس طرف دیکھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور زینت کا دیکھنے سے ضرور تعلق ہے ورنہ اپنی ذات میں زینت کوئی چیز نہیں - اندھیرے میں بیٹھا ہوا کسی کی بلا سے، وہ اچھا دکھائی دے رہا ہے یا بُرا دکھائی دے رہا ہے دکھائی ہی نہیں دے رہا اس کو اس سے کیا غرض - عورتیں جو گھر میں بیٹھی ہوتی ہیں پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی آئے گا تو اپنے حال میں اسی طرح رہتی ہیں گندی بعض سب نہیں بعض کو اگر اچانک مہمان آ جائے پھر دیکھیں کس طرح دوڑتی ہیں وہ چادر ڈھونڈنے کے لئے غسل خانے میں جائیں گی وہ منہ پہ چھینٹے ماریں گی صاف ستھری ہو کر نکلنے کی کوشش کریں گی تو زینت کا دیکھنے سے تعلق ہے - خدا کے پاک بندے انبیاء بھی زینت کرتے ہیں مگر اللہ دیکھ رہا ہے اس لئے زینت کرتے ہیں اور اسی لئے اصل زینت تقویٰ بن گئی ہے فرمایا "خذوا زینتکم عند کل مسجد" ہر مسجد میں اپنی زینت لے کے جایا کرو اور زینت کی تعریف اس آیت میں دراصل تقویٰ کی تعریف ہے تو زینت کا تعلق ظاہری زینت سے بھی ہے وہ بھی خدا کی خاطر ہو سکتی ہے باطنی زینت سے بھی ہے وہ بھی خدا کی خاطر ہو سکتی ہے اور یہاں زینت حرام نہیں بلکہ مغفرت اور رضا کا نتیجہ پیدا کرنے والی زینت ہے - لیکن وہ زینت جس کا دُنیا کی آنکھ سے تعلق ہے وہ بھی دیکھنے کے نتیجے میں پیدا ہوگی اگر وہ پیدا ہو گی تو ضرور تفاخر میں تبدیل ہو گی اور جو تقویٰ کی سچی زینت ہے وہ تفاخر میں تبدیل نہیں ہو سکتی

(باقی خطبہ جمعہ صفحہ ... پر ملاحظہ فرمائیں)

خلافت احمدیہ کی برکات

مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ النور: ۵۶)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

سورۃ نور کی اس آیت میں جو آیت استخلاف کے نام سے معروف ہے چار بنیادی انعامات کا ذکر ہوا ہے۔

اوّل: خلافت کے ذریعہ تمکنت فی الدین کا حاصل ہونا۔

دوم: خوف کی حالت کا امن میں بدل جانا۔

سوم: عبادات کا قیام۔

چہارم: شرک سے اجتناب۔

اس آیت میں جس پہلے انعام کا ذکر ہوا ہے وہ خلافت کے ذریعہ تمکنت فی الدین کا حاصل ہونا ہے۔ یعنی نبوت کے درخشاں اور تاباں دور کے اختتام پر اللہ تعالیٰ خلافت کا بابرکت نظام قائم کر کے دین کے غلبہ اور تمکنت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور نبی کی وفات سے جو ایک زلزلہ برپا ہوتا ہے اور مومنین پر سخت گھبراہٹ اور خوف کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور معاند یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ شجر نبوت کو اب اکھیڑ دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ خلافت کو قائم کر کے دین کو اس کے ذریعہ تمکنت اور شوکت بخش دیتا ہے اور خلافت حقہ کے سامنے بڑی بڑی طاقتوں کو جو اس کے خلاف کھڑی ہوتی ہیں جھکا دیتا ہے۔ اور انہیں خلافت کے مقابل پر نیست و نابود کر دیتا ہے اور مومنین کے دلوں پر سکینت کا نزول ایسے رنگ میں ہو جاتا ہے کہ ان کے دلوں سے دشمن کی ہیبت اور اس کا خوف نہ صرف کلیۃً عنقا ہو جاتا ہے بلکہ دشمن پر مومنین کا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

اوائل اسلام میں ہم اس کا نظارہ کر چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد عرب کے بعض غیر تربیت یافتہ قبائل نے یہ سمجھ کر کہ اسلام کی مرکزی قوت اب باقی نہیں رہی علم بغاوت بلند کر دیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ بعض قبائل نہ صرف مرتد ہو گئے بلکہ اسلام کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ اور بظاہر یہ سمجھا جانے لگا کہ اسلام کا چراغ اب بجھا کہ بجھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کیا جو رقیق القلب مشہور تھے۔ عمر کے لحاظ سے بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے بظاہر یہ لگتا تھا کہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے طوفان کا رخ موڑنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن دشمنان اسلام کی توقعات کے برعکس اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کر کے حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ دشمن کے منصوبوں کا تارو پود بکھیر دیا اور اسلام کو آپ کے ذریعہ تمکنت نصیب ہوئی۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔“

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد اسلام کی کیا حالت ہوئی مشہور مصری ادیب محمد حسین ہیکل اپنی کتاب ”ابوبکر“ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”رسول اللہ کی وفات سے مسلمانوں کی حالت اس بکری کی سی ہو گئی جو جاڑے کی سرد رات میں کسی صحرا میں دق دق میں بغیر چرواہے کے رہ جائے اور اسے سر چھپانے کو کہیں جگہ نہ مل سکے۔“

(صفحہ ۲۱۳ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی۔ ناشر مکتبہ جدید انارکلی لاہور طبع ۱۹۷۵ء)

بے سروسامانی کی اس حالت کا نقشہ سید امیر علی صاحب نے یوں کھینچا ہے:۔

”اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی قوتوں سے لڑنا تھا۔“

(تاریخ اسلام صفحہ ۳۳ مترجم عبد المجید سالک۔ پبلشر محمد حنیف اردو اکیڈمی لاہور)

ایک طرف یہ حالت تھی اور دوسری طرف اسامہؓ کا لشکر جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی حکومت کے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا اور جو ابھی مدینہ کی حدود سے ذرا باہر پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور جسے اگر روکا جاتا تو دشمنوں کے حوصلے ٹوٹ جانے کا امکان تھا کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہو جاتے۔ ایسے وقت میں اہل الرائے صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا کہ جیش اسامہؓ کو روک دیا جائے اور حالات سازگار ہونے پر لشکر کو کوچ کا حکم دیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا:۔

”ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال ہے کہ اس لشکر کی روانگی میں تاخیر کرے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا حکم دیا تھا۔ خدا کی قسم اگر مدینہ کے گلی کوچوں میں کتے گھس آئیں اور ازواج مطہرات کے پاؤں تک گھسیٹنے لگیں تب بھی میں اس لشکر کو جانے سے نہیں روکوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا اور جو جھنڈا رسول خدا نے باندھا تھا میں اسے ہرگز نہیں کھولوں گا۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔“

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۶۔ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی۔ مترجم اقبال الدین احمد۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی طبع اوّل مارچ ۱۹۷۳ء ازکامل فی التاریخ لابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ بیروت ۱۹۶۵ء)

لشکر روانہ ہوا، دشمنوں کے دلوں پر رعب طاری ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اندر سارا عرب دوبارہ گوشۂ اسلام و خلافت ہو گیا اور دین کو تمکنت اور شوکت حاصل ہو گئی۔ منکرین زکوٰۃ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے پُر جلال انداز میں فرمایا۔

”خدا کی قسم میں ہمیشہ خدا کے حکموں پر عمل کروں گا اور اس کی راہ میں جہاد جاری رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور ہمارے لئے اپنے وعدہ پورے فرمائے۔ کیونکہ اس کے وعدہ میں تخلف نہیں جس نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔

خدا کی قسم اگر وہ لوگ ایک رسی کی بھی روک بیٹھے گے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے

اور اس بغاوت میں ان کے ساتھ جنگلوں کے مکین، شہروں کے باشندے اور سربرآوردہ لوگ اور عوام بھی شامل ہو جائیں تو بھی میں آخر دم تک ان کے خلاف علم جہاد بلند رکھوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ میں قطعاً کوئی امتیاز نہیں کیا۔
کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲ حدیث ۳۳۵۳ ترجمہ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ حیدرآباد)

حضرت ابوبکرؓ اور خلافت حقہ کے ذریعہ دین کو تمکنت و شوکت نصیب ہوئی۔ اس کا اعتراف غیروں نے بھی دل کھول کر کیا۔ میں صرف ایک حوالہ پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔ مشہور امریکی مؤرخ واشنگٹن ارونگ لکھتے ہیں:

"IT IS SINGULAR TO SEE THE FATE OF THE ONCE MIGHTY AND MAGNIFI-CENT EMPIRES OF THE ORIENT- SYRIA, CHALDEA, BABYLONIA. AND THE DOMINIONS OF THE MEDES AND PERSIANS, THUS DEBATED AND DECIDED IN THE MOSQUE OF MEDNA, BY A HANDFUL OF GREY HEADED ARABS, WHO BUT A FEW YEARS PREVIOUSLY HAD BEEN HOMELESS FUGITIVES"
(LIVES OF THE SUCCESS-ORS OF MOHAMET BY WASHINGTON IRVING LONDON, PUBLISHED BY JOHN MURRAY, ALBEMARLE STREET, 1950.)

یہ ہے خلافت کی شان اور اس کا شیریں ثمر۔

ہمارے اپنے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند ساتھیوں نے جو اپنے آپ کو جماعت کا کرتا دھرتا سمجھتے تھے اور بزعم خویش جماعت کے تعلیم یافتہ ممبران کہلاتے تھے، نے خلافت سے بغاوت کا اعلان کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ ان لوگوں سے خلافت الگ ہو جانے اور قادیان سے چلے جانے کی صورت میں قادیان کے دینی مراکز بند ہو جائیں گے اور خلافت کی عمارت دھڑام سے زمین پر گر جائے گی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ:-

"ہم جاتے ہیں اور تم دیکھ لو گے کہ اس جگہ دس سال کے اندر اندر احمدیت نابود ہو کر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا"
(الفضل ۳ جنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۔)

انہوں نے کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جس سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عقائد کو نہایت ہی بھیانک شکل دکھا کر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں جوش و غضب کو بھڑکا کر خلافت کو مٹانا مقصود تھا۔ ان کی کرتوتوں اور منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:-

"جب انہوں نے خیالی ہتھیار اور دیگر تمام اسلحہ اپنی ناپاک کوششوں کو بار بار آزما کے دیکھا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو مجھ پر نازل ہوتے دیکھا اور ... گیا تو انہوں نے اور کوئی تدبیر کارگر ہوتا ہوا نہ دیکھ کر یہ تدبیر جیسے وہ بہت دفعہ ہندوستان میں بھی استعمال کر چکے ہیں اختیار کی کہ میرے عقائد کو نہایت ہی بری شکل میں دکھا کر اور ایسے الفاظ میں لکھ کر کہ جن کے پڑھنے سے ہر ایک غیر احمدی کا سینہ جوش غضب سے بھر جاوے اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آوے اور بہت سے غلط واقعات سے اس کو زیب دے کر غیر ... میں شائع کیا۔ جس سے ان کی یہ غرض تھی کہ لوگوں میں اس سلسلہ کی نسبت ایک عام جوش پھیل جاوے اور وہ لوگ اس سے بدظن ہو کر اس میں داخل ہونے سے رک جاویں اور جو پہلے سے ... لوگ باوجود مرکز سلسلہ سے دور اور دشمنوں میں گھرے ہوئے ہونے کے اور قسم قسم کے مخالف حالات کی موجودگی میں خدا تعالیٰ کی آواز سن کر اس پر لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑے ہیں ... ان کی آگے ہی بڑھتی ہوئی مصیبتیں اور بھی بڑھ جائیں اور غضب سے اندھے ہو رہے دشمن ان کو اپنے غصہ کی آگ میں جلا کر راکھ کر دیں۔
(آئینہ صداقت بعد اشاعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء ناشر نظارت تالیف و تصنیف قادیان)

دنیا نے دیکھ لیا کہ خلافت احمدیہ کے ذریعہ دین کو تمکنت نصیب ہوئی اور خلافت کو ماننے والے دن بدن بڑھتے چلے گئے اور شجر خلافت ان کی آنکھوں کے سامنے ایک تناور اور سایہ دار اور ثمر دار درخت بن گیا جس کے فرحت بخش سایہ تلے کروڑوں کو چین و اطمینان نصیب ہوا اور ہو رہا ہے۔

ابھی صرف چند سال کی بات ہے کہ پاکستان میں ایک آمر پیدا ہوا اور فرعون موسیٰ کی طرح اس نے اعلان کیا کہ وہ احمدیت کو نعوذ باللہ نیست و نابود کر دے گا۔ اس کو زعم تھا اور گھمنڈ تھا اپنی حکومت و آمریت کا، اپنی مطلق العنانی اور فرعونیت کا، اپنے جاہ و جلال کا۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ ... ہے۔ اس نے اپنے گھناؤنے عزائم پر پردہ ڈالنے کو خادم مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ ایسا کرکے ستم سے احمدی مظلوموں کو گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ ان کی ہری بھری کھیتیوں کو اور ... اور لہلہاتی فصلوں کو نذر آتش کیا گیا۔ ان کو ملازمتوں سے محروم کیا گیا اور سینکڑوں بے زبان اور مظلوم احمدیوں کو پابند سلاسل کیا گیا۔ درجنوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ غرض ان کی زندگیوں کو ان پر تنگ کر دیا گیا۔

یہ فرعون وقت اپنے حواریوں اور چیلے چانٹوں کے جھرمٹ میں یہ کہتا پھرا کہ میں اور میری حکومت رفتہ رفتہ احمدیت کے سرطان کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیں گے۔

اس غرور سے ہٹ اس نے اپنے غرور کے منہ کھول دیئے اور ملاؤں کو قوم پر بے تسمہ پا کی طرح مسلط کر دیا۔ ان خوف و پریشانی اور گھبراہٹ کے ایام میں خدا کا شیر اور اس کا قائم کردہ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد میدان میں آیا اور باوجود بظاہر بے سر و سامانی کے اور دنیوی طاقت و دبدبہ نہ ہونے کے اس فرعون کو للکارتے ہوئے فرمایا:-

"تیرے پاس کیا ہے تعلیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی"

اور پھر دنیا نے دیکھ لیا اور ہم اس کے گواہ ہیں کہ عین اس پیشگوئی کے مطابق اس آمر اور فرعون وقت کے جسم کے پرخچے اڑ گئے اور اس کا انجام لیکھرام کی طرح ہوا۔ اور اس کے منصوبوں کا تار و پود بکھر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو آگ کی سزا دے کر گویا اسی دنیا میں ہی اسے داخل جہنم کر دیا اور اس اعلان کا دوسرا حصہ بھی بڑی شان سے پورا ہوا کہ اس کے تابوت کا بھی لیکھرام کے تابوت کی طرح کوئی سراغ نہ مل سکا۔

تمکنت دین کی اس سے واضح اور بین مثال کوئی پیش تو کرے! آیت استخلاف میں خلافت سے وابستگی کا دوسرا ثمر ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دیتا ہے اور خلافت کی برکت سے وہ دن بدن خوف سے امن میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۱۹۸۴ء میں جب ضیاء حکومت نے اپنا ایک ظالمانہ آرڈیننس نافذ کرکے خلافت احمدیہ کو خدانخواستہ ملیا میٹ کرنے کا پروگرام بنایا اور بزعم خویش مومنین کو سخت خوف اور پریشانی میں ڈالا۔ یہ وہ وقت تھا کہ کسی احمدی کو بھی اپنی جان و مال یا عزت کے لٹ جانے کا خوف نہ تھا۔ خوف تھا تو صرف یہ کہ ان کے پیارے آقا اور امام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ان کے دل صرف اس بات سے لرزاں تھے کہ دشمن کہیں ان کے جان و دل سے عزیز اور پیارے آقا پر ہاتھ نہ ڈالے۔ وہ دعاؤں میں لگے ہوئے تھے اور خدا کے آستانہ پر سجدہ ریز تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نے اس دور کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس دور میں یعنی ١٩٨٤ء کی جو شرارت ہے اس میں ایک مکمل سکیم کے تابع پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کو ملیا میٹ کرنے کا ارادہ تھا اور جماعت کی ہر اس انسٹی ٹیوشن پر اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے ایسے قوانین بنائے جس کے نتیجہ میں خلیفہ وقت پاکستان میں رہتے ہوئے خلافت کا کوئی بھی فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ خلیفہ وقت اگر پاکستان میں السلام علیکم بھی کہے تو حکومت کے پاس یہ ذریعہ موجود ہے اور وہ قانون موجود ہے جس کو بروئے کار لاکر اسے پکڑ کر تین سال کے لئے جماعت سے الگ کردے۔ اور یہی نیت تھی اور اب بھی ہے۔ یہ خلافت کے قلع قمع کی نہایت بھیانک سازش تھی اور جس کی پہلی کڑی یہ سوچی گئی کہ خلیفہ وقت اگر اپنے آپ کو کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے تو فوری طور پر قید کرکے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کردیا جائے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔ ایک رات پہلے میں یہ فیصلہ کرچکا تھا کہ خدا کی قسم میں احمدیت کی خاطر جان دے دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس سے روک نہ سکے گی۔ اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ جماعت کے خلاف کتنی بھیانک سازش ہے۔ جسے ہر قیمت پر ناکام بنانا میرا فرض ہے۔ اور وہ سازش یہ تھی کہ خلیفہ وقت کو معطل کردیا جائے اور جب جماعت اس پر اعتراض کرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جاسکے۔ ربوہ کو ذبح کے ذریعہ ملیا میٹ کردیا جائے اور وہاں خلافت کا نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے اور خلافت کی انسٹی ٹیوشن ہی ختم کردی جائے"

دشمن کی یہ خوفناک سازش خلافت کی برکت سے خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دشمن کے تمام ناپاک عزائم کو ملیا میٹ کرتے ہوئے ان کی آنکھوں کے سامنے پاکستان سے باہر تشریف لے گئے۔ اور مومنین پر یکبارگی امن، اطمینان اور سکینت کا دور طلوع ہوگیا اور ان کے خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوگئی۔

دشمن نے ربوہ پر پانچ انٹیلی جنس ایجنسیاں مسلط کردی تھیں جو ربوہ میں ہر حرکت کی بالعموم اور حضور کی بالخصوص نگرانی کررہی تھیں۔ ہوائی اڈوں کو یہ ہدایت بھجوائی جاچکی تھی کہ جماعت احمدیہ کے امام کو کسی بھی قیمت پر ملک سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ فوج اور پولیس کو چوکس کردیا گیا تھا۔ ربوہ ایک محاصرہ کی شکل میں تھا۔ لیکن جیسے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے نرغے سے صحیح سلامت نکل کر مدینہ تشریف لے گئے تھے اسی طرح حضور کے غلام اور خادم حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع بھی دشمنوں اور ایک جابر آمر کے پنجوں سے یوں نکل آئے کہ دشمن آج تک دانت پیستا چلا جارہا ہے۔ حال ہی میں ایک عیسائی انگریز مصنف مسٹر آدم سن نے ایک کتاب A MAN OF GOD کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کا وہ باب جس میں حضور کے معجزانہ طور پر پاکستان سے باہر تشریف لانے کا ذکر ہے پڑھنے کے قابل ہے اور ہر احمدی کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔

ماضی پر نظر دوڑائیں تو ١٩٣٤ء میں بھی جماعت احمدیہ پر ایک خوف کا زمانہ آیا تھا۔ احرار اور گورنمنٹ پنجاب کے انگریز گورنر مسٹر ایمرسن کی ملی بھگت سے جماعت کے خلاف ایک خوفناک سازش تیار کی گئی تھی۔ حکومت سے شہ پاکر احرار نے بہانگ اعلان کردیا تھا کہ وہ ایک سال کے اندر اندر جماعت کو صفحہ ہستی سے نابود کردیں گے۔ اور بقول ان کے جماعت کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ داستان طویل ہے صرف ایک واقعہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک دن سر سکندر حیات خان صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ اگر کشمیر کمیٹی اور احرار میں کوئی سمجھوتہ ہوجائے تو حکومت کسی نہ کسی رنگ میں فیصلہ کردے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں دونوں میں تبادلہ خیالات ہوجائے۔ کیا آپ ایسی مجلس میں شریک ہوسکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے شریک ہونے میں کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ یہ میٹنگ سر سکندر حیات خان کی کوٹھی پر لاہور میں ہوئی اور میں بھی اس میں شامل ہوا۔ چوہدری افضل حق صاحب بھی وہیں تھے۔ باتوں باتوں میں جوش میں آگئے اور میرے متعلق کہنے لگے کہ انہوں نے الیکشن میں میری کوئی مدد نہیں کی اور اب تو ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل کر رکھ دیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اگر جماعت احمدیہ کسی انسان کے ہاتھ سے کچلی جاسکتی تو کبھی کی کچلی جاچکی ہوتی اور اب بھی اگر کوئی انسان اسے کچل سکتا ہے تو یقیناً یہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔ چوہدری صاحب نے کہا یہ بھی درست نہیں کہ میں نے الیکشن میں آپ کی مدد نہیں کی۔ ایک الیکشن میں میں نے آپ کی مخالفت کی ہے اور ایک الیکشن میں آپ کی مدد کی ہے۔ سر سکندر حیات خان بھی کہنے لگے افضل حق تم بات بھول گئے ہو انہوں نے الیکشن میں تمہاری مدد کی تھی صرف ایک الیکشن میں انہوں نے تمہاری مخالفت کی ہے۔ وہ کہنے لگے میری شرط جنگ ہوئی ہے اور اب تو میں نے احمدیت کو کچل کر رکھ دینا ہے۔"

(الموعود صفحہ ١٧٢-١٧٣ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ دسمبر ١٩٦١ء)

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں:۔

"احرار میرے مقابل میں اٹھے۔ احرار کو بعض ریاستوں کی بھی تائید حاصل تھی کیونکہ کشمیر کمیٹی کی صدارت تو میرے سپرد کی گئی تھی۔ اس کی وجہ سے بعض ریاستوں کو یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ اس زور کو توڑنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو یہ کسی اور ریاست کے خلاف کھڑے ہوجائیں یا پھر کشمیر کے خلاف ہی اپنی جد و جہد کو شروع کردیں۔ چنانچہ احرار نے ١٩٣٤ء میں شورش کی اور اس قدر مخالفت کی کہ تمام ہندوستان کو ہماری جماعت کے خلاف بھڑکا دیا۔ اس وقت مسجد میں منبر پر کھڑے ہوکر میں نے ایک خطبہ میں اعلان کیا کہ تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔ خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔"

(الفضل مورخہ ٣٠ مئی ١٩٣٥ء صفحہ ٥ الموعود صفحہ ١٠٦-١٠٧)

تاریخ گواہ ہے کہ تحریک احرار ملیا میٹ کردی گئی اور آج اس کی حیثیت ایک داستان پارینہ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں اور ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے اور ایک سال کے اندر اندر ہی خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔

پھر جماعت پر ۱۹۵۳ء میں ایک شدید خوف کی حالت طاری ہوئی۔ اس دفعہ پھر حکومت پنجاب اور ملاؤں نے مل کر اندرونی سازش تیار کی اور جماعت کو ختم کرنے کی ایک باقاعدہ مہم شروع کی۔ احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ ان کے اموال کو لوٹا گیا۔ ان کو گھروں سے بے گھر کیا گیا اور بظاہر یوں لگنے لگا گویا دشمن خدانخواستہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس پر آشوب دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک پر جلال خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے احمدیوں کو فرمایا۔ تم ہرگز دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کو دیکھ کر اپنے دلوں کو خوف زدہ نہ ہونے دو۔ میرا خدا جس نے آج تک مجھے نہیں چھوڑا آج بھی مجھے اکیلا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ وہ میری مدد کو آئے گا۔ وہ میری مدد کو دوڑا چلا آ رہا ہے۔ ہمارا دشمن ناکام و نامراد ہوگا اور فتح ہماری ہوگی۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ پنجاب کے گورنر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خلاف حکم زبان بندی جاری کر دیا اور حضور کی تقاریر اور خطبات پر پابندی لگا دی۔ اس واقعہ کو حضور ہی کے الفاظ میں پڑھئے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"۱۹۵۳ء میں جب فسادات ہوئے تو سیفٹی ایکٹ کے تحت گورنر پنجاب نے مجھے نوٹس بھجوایا کہ آپ کی طرف سے یا آپ کے اخبار کی طرف سے احرار کے خلاف کوئی بات شائع نہیں ہونی چاہئے ورنہ فساد بڑھ جائے گا۔ یہ نوٹس ضلع جھنگ کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے پاس لے کر آیا۔ میں نے یہ نوٹس تو لے لیا مگر ڈی ایس پی سے کہا کہ آپ اس وقت نہتے مجھ سے ملنے آئے ہیں اور کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر اگر آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں مجھے یقین نہیں ہونا چاہئے کہ خدا میری مدد کرے گا۔ بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔ چنانچہ چند دنوں کے اندر اندر مرکزی حکومت نے مسٹر چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے رخصت کر دیا۔"

(الفضل ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۲)

گورنر کے تبدیل ہونے کے ساتھ ہی پنجاب حکومت کی بھی صف لپیٹ دی گئی اور خلافت کی برکت سے جماعت حالت خوف سے حالت امن میں آگئی۔

ایسے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان سب کا ذکر یہاں ممکن نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی عظیم طاقتیں اور حکومتیں مل کر یا الگ الگ جتنا چاہیں زور لگا لیں اور جماعت کے خلاف منصوبے اور سازشیں تیار کریں اور جتنا چاہیں مخالفانہ دعائیں کریں۔ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اور اس کی جماعت انہیں للکار کر یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ

"جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار"

اللہ کرے ہم شجرہ خلافت کے ثمرات سے ہمیشہ خوشہ چین بنے رہیں اور شجرہ خلافت احمدیہ کی آبیاری کے لئے اپنے جان و مال کا نذرانہ پیش کرتے چلے جائیں۔ تا یہ درخت سدا بہار پھلتا پھولتا رہے تا آنکہ ساری دنیا اس کی سرسبز اور گھنیری شاخوں اور پھولوں سے لدی پھندی شاخوں پر بسیرا کر کے امن و سکون حاصل کرے۔ آمین ✣

(بقیہ صفحہ ۱۸) :۔ آخر میں ہم مذکورہ کفریہ فتووں کے ساتھ دارالعلوم کی طرف سے مرسلہ اس مسموم تحفہ کو ان ہی علماء دیوبند کو واپس کرتے ہوئے ان ہی کے منہ پر مارتے ہیں اور یہ تنبیہہ کرتے ہیں کہ

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنے والی ہے
(درثمین)

ولادت

(۱) :۔ خاکسار کے برادر نسبتی مکرم کریم احمد صاحب آف بدایوں کے ہاں ۹۶/۴/۱۶ کو بیٹا پیدا ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نومولود کا نام "سعد احمد" تجویز فرمایا ہے۔
جو مکرم احسان الٰہی صاحب مرحوم آف بدایوں کا پوتا اور مکرم پروفیسر محمد الیاس صاحب آف قادیان کا نواسہ ہے۔ نومولود کے نیک اور صالح ہونے اور صحت و سلامتی والی درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (رفیق احمد نیر مبلغ سلسلہ)

(۲) :۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز شیخ محمود احمد صاحب ... احمدیہ قادیان کے ہاں بتاریخ ۹۶/۳/۲۲ بروز جمعۃ المبارک پہلی بچی پیدا ہوئی ہے بچی کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "امۃ الشافی محمود" تجویز فرمایا ہے جو وقف نو میں شامل ہے اور مکرم شکیل احمد صاحب ... ملک موسیٰ بنی ماسٹر کی نواسی اور مکرم شیخ آدم صاحب مرحوم آف کیرنگ سابق صدر جماعت احمدیہ چودوار کی پوتی ہے۔
نومولودہ کی صحت و تندرستی درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔
اعانت بدر ۵۰/ روپے (شیخ ہمدم احمد نائب صدر موسیٰ بنی ماسٹر)

درخواست دعا

مکرم بشیر احمد صاحب ناصر نمائندہ بدر کینیڈا اپنی والدہ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کی صحت و سلامتی درازی عمر نیز اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۲) :۔ خریداران بدر کینیڈا اس ایڈریس پر رابطہ قائم کریں :۔

BASHIR NASIR.
3044-FINCH. AVE. WEST 603 NORTH.
YORK. ONT. CANADA- M9M 39A
TEL- (416) 742 5020

(رفیق احمد نیر مبلغ سلسلہ)

دعائے مغفرت

مکرم محمد نعیم صاحب ابن مکرم ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب مرحوم آف فیض آباد مورخہ ۹۶/۳/۲۰ کو صبح چھ بجے فیض آباد ہی میں بعمر ۵۰ سال وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔
مرحوم محمد نعیم (جو کہ خاکسار کے ہم زلف بھی تھے) گذشتہ کئی سال سے سانس کے شدید عارضہ میں مبتلا تھے۔ مرحوم اپنے پیچھے بیوہ اور چار بچے چھوڑ گئے ہیں۔ دو لڑکے اور ایک بچی غیر شادی شدہ ہیں۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات نیز پسماندگان کی حفظ و امان کے لئے درخواست دعا ہے۔
(مظفر احمد اقبال ابن حافظ سید ... علی صاحب درویش مرحوم قادیان)

خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی تاثیرات

محمد صدیق شاہد گورداسپوری۔ نائب وکیل التبشیر ربوہ

دنیا میں اس وقت جماعت احمدیہ ہی وہ خوش قسمت جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور اس میں خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم فرما کر اس کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے ایک دائمی روحانی نظام جاری فرما دیا ہے۔ اس نعمت الٰہی کے بے شمار برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ خلافت کی صورت میں تمام جماعت کو ایک ایسا وجود عطا ہوا ہے جو ہر دم ان کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود رہتا ہے اور ہر احمدی کے دکھ اور درد کو محسوس کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے اس کے لئے دعائیں مانگتا ہے۔ ہر احمدی اپنے مشکل وقت میں اپنے پیارے امام کی خدمت میں دعا کی درخواست کر کے اپنے دل کو اس یقین اور ایمان سے لبریز پاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخش کر اسے اس مشکل سے ضرور نجات بخشے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس نعمت اور برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت میری بیعت میں شامل ہو کر غلام بن گیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے؟ کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں یا غلاموں کی طرح سلوک کرتا ہے؟ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان (غیر مبائعین) کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے اور درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے آزاد پر بڑی ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔"

(برکات خلافت ؂)

خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رکھو کہ میری اور تمہاری دعاؤں میں فرق ہے جیسے ایک ضلع کے افسر کی رپورٹ کا اور اثر ہوتا ہے لیفٹیننٹ گورنر کا اور وائسرائے کا اور۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔ تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے ہم میں چستی پیدا کرے میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔" (منصب خلافت صفحہ ۶۵-۶۶)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ ایک دلچسپ واقعہ بھی سنایا کرتے تھے کہ:

"میں ایک دفعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے درست ہیں مگر دعا میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہے گویا جیسے حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس نے کہا کہ عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔"

(خلافت راشدہ صفحہ ۱۹۳)

حقیقت یہی ہے کہ خلیفۂ وقت ہر احمدی کے درد کو اپنا درد سمجھ کر دعا کرتا ہے اور جب تک اس احمدی کا درد دور نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ بے چین رہتا ہے۔

خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک رات ایک دوست آپ کے پاس آئے اور بڑے درد سے بیان کیا کہ ان کی اہلیہ بچہ کی پیدائش کے باعث سخت تکلیف میں ہیں حضور ان کے لئے دعا کریں۔ وہ یہ درخواست کر کے چلے گئے اور حضورؓ اس کے لئے دعا میں مشغول ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور کچھ دیر بعد ہی اس شخص کی بیوی کے ہاں نارمل حالات میں بچہ کی پیدائش ہو گئی اور وہ بڑے سکون سے گھر میں سوئے رہے۔ صبح کے وقت وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشخبری سنائی کہ حضور کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے ایک بچہ سے نوازا ہے اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مجھے بھی اسی وقت آکر اطلاع کر دی جاتی کہ میں بھی سکون کی نیند سو سکتا۔ میں تو ساری رات آپکی اہلیہ کے لئے دعا کرتا رہا۔

یہ ہے وہ درد اور کرب جو خلیفۂ وقت کسی احمدی کی تکلیف کو سن کر اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اور کچھ ایسے سوز اور درد کے ساتھ اس کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوتا ہے کہ پھر ایسی دعا خدا تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور متعلقہ شخص کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

مکرم میجر ریٹائرڈ اسلم جہانگیر خان صاحب آف راولپنڈی کی ایک بچی سویڈن میں بچی کی پیدائش کے وقت سخت بیمار ہو گئی اور ۳۰ گھنٹے ہسپتال میں بے ہوش رہنے کی وجہ سے ڈاکٹرز نے اسے لاعلاج قرار دے دیا جب ان کی دوسری بچی نے جرمنی سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس تشویشناک حالت کی فون پر اطلاع کی تو حضور نے فرمایا "آپ گھبرائیں نہیں کچھ بھی نہیں ہوگا اور تمہاری ہمشیرہ تندرست ہو کر گھر جائے گی"۔ ایسے یقین اور ایمان سے یہ الفاظ صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل یقین حاصل ہو چکا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے عبد بن کر ایسے مقام پر پہنچ چکے ہوتے ہیں کہ ان کی خواہش اور الفاظ ہی مجسم دعا بن جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بچی حضور کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہو کر گھر واپس آئی۔ ڈاکٹرز نے بھی اس کی شفایابی کو ایک معجزہ قرار دیا۔ حضور نے خود بھی جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء کے موقع پر ۲۸ جولائی کی تقریر میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:-

"میں ہر نماز میں قریباً آپ سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ سارے بیماروں کے لئے دعائیں کرتا ہوں سارے طالب علموں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ سارے پریشان حالوں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ جو تنگی میں ہیں ان کی فراخی کے لئے دعائیں کرتا ہوں اور یہ میرا کام ہے۔ میں آپ پر احسان نہیں جتانا چاہتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں آپ کا پیار سمندر کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ خدا نے بنی نوع انسان کا پیار میرے دل میں پیدا کیا ہے"۔ (الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر ؂)

کوپن ہیگن میں ایک پادری اور بعض اور دوستوں سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ

"مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں جس کا مقصد ایک ہے ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مقصد ہے جس کے لئے

ہم دعائیں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفہ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے لیکن یہ جو ایک چیز ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے جو اللہ نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے یہ اس کی دین ہے۔" (الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر صفحہ)

جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ایسے تعلق کا اظہار پھر اس کی فلاح و بہبود کے لئے دعائیں سوائے خلیفہ وقت کے کوئی اور نہیں کر سکتا نہ کوئی انجمن ایسے تعلق کا اظہار کر سکتی ہے نہ ہی کوئی سیکرٹری ایسا کر سکتا ہے اس حقیقت کی وضاحت حضرت مصلح موعودؓ نے جو بیان فرمائی ہے:

"یہ خلیفہ کا کام ہے۔ یزکیھم قوم کا تزکیہ کرنے کیا کوئی سیکرٹری اس غرض کو ادا کر سکتا ہے یا کسی انجمن کی طرف سے یہ ہدایت جاری ہوئی ہے؟ تم نے سنا ہو کہ سیکرٹری نے کہا ہو کہ میں قوم کے تزکیہ کے لئے رو رو کر دعائیں کرتا ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ کام سیکرٹری کا ہے ہی نہیں، نہ کوئی سیکرٹری کہہ سکتا ہے کہ میں دعائیں کرتا ہوں جھوٹا ہے۔ جو کہتا ہے کہ انجمن اس کام کو کر سکتی ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ کوئی سیکرٹری یہ کام* نہیں کر سکتی۔ اگر انجمنیں کام کر سکتیں تو خدا کوئی دنیا میں مامور اور مرسل نہ بھیجتا بلکہ اس کی جگہ انجمنیں بناتا مگر کسی ایک انجمن کا پتہ دیں جس نے کہا ہو کہ خدا نے ہمیں مامور کیا ہے۔" (منصب خلافت صفحہ ۱۱)

مخالفت کے طوفان میں اور ایام ابتلاء میں جماعت کے افراد کے لئے خلیفہ وقت کی دعائیں ہی ہیں جو ان کے لئے ڈھارس کا موجب بنتی ہیں کہ اس سوز و گداز کے ساتھ اس کے دل سے نکلتی ہیں اور آسمانی مدد کے لئے بلند ہوتی ہیں کہ آسمان سے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں اور ہر ایک سے یہ آواز آتی ہے کہ اللہ کی رحمت قریب ہے۔ اے سننے والو سن لو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے پھر وہ پہنچ جاتی ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں احرار اور ان کی ہمنوا جماعتوں نے ملک میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا احمدیوں کی جان و مال خطرہ میں تھے ان کی جائیدادیں لوٹی گئیں، بائیکاٹ کئے گئے۔ ایسے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا۔

"آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۰)

پھر ۱۹۷۴ء کا زمانہ آیا جس میں جماعت کو مصائب اور ابتلاء کے طوفانوں میں سے گزرنا پڑا۔ بہت سے احمدیوں کو اپنے مال اور جائیدادوں سے ہاتھ دھونا پڑا بعض جام شہادت نوش کر گئے ایسے حالات میں خلیفہ وقت کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہی تھیں جو جماعت کے لئے سکون و قرار کا موجب بنیں اور خلیفہ وقت جماعت کا درد اپنے دل میں محسوس کر کے خدا کے حضور تڑپتا تھا اور دعائیں کرتا تھا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ایسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینے میں جمع ہوتی تھیں ان دنوں مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں کہ میں خدا کے فضل سے اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔"

(جلسہ سالانہ کی تقریر یہ دعائیں صفحہ ۹۲)

پھر ۱۹۸۴ء کا نہایت ہی پر آشوب وقت جماعت پر آیا جس میں اس وقت کے ڈکٹیٹر نے جماعت احمدیہ کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ایک رسوائے زمانہ آرڈیننس جماعت کے خلاف جاری کیا جس کے ذریعہ جماعت کو اور خلافت احمدیہ کو ختم کرنے کے لئے ایک نہایت ہی بھیانک سازش کی گئی اور جس کے نتیجہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ حضور انور کو جماعت پاکستان سے جدائی کا جو قلق اور غم ہوا اس کی کیفیت حضور نے لندن کے تاریخی جلسہ میں یوں بیان فرمائی۔

"..... اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں زیادہ دیر پیچھے رہنے والوں میں نہ رہوں اور پھر آپ سے آملوں ان کی ساری محبتیں اپنی جگہ اور خدا کی قسم میرا آپ کے بغیر دل نہیں لگ رہا۔ حتی الامکان ضبط کرتا ہوں۔ ہر ممکن کوشش کرتا ہوں لیکن ربوہ اور پاکستان کے فدائیوں کے ساتھ ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا ہے ان کے چہرے آنکھ کے سامنے پھرتے ہیں، ان کی محبت اور اخلاص ان کی قربانیاں یاد آتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ سوچتا ہوں وہ کہتے ہوں گے ہمیں کس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ نہیں کہتے ہوں گے مجھے پتہ ہے مگر یہ خیال ضرور آجاتا ہے۔ اس خیال سے تکلیف بھی بہت ہوتی ہے اس لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جو بھی فضل اور خیر کی تقدیر ظاہر فرمانا چاہتا ہے اب جلد ظاہر کر دے، دن بہت لمبے ہو گئے ہیں۔"

خدائی مشیت کے تحت حضور کا قیام لندن میں لمبا ہوتا چلا گیا مگر اس عرصہ میں جہاں ایک طرف حضور کی شب و روز کی دعاؤں نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کو جذب کرتے ہوئے جماعت کے افراد کے لئے صبر و رضا اور سکون و اطمینان کا سامان پیدا فرمایا وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی اور آج اکناف عالم کے ۱۴۴ ممالک میں احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور آسمان کی فضاؤں میں ہر روز جاء المسیح جاء المسیح کا مژدہ جانفزا سنا جا رہا ہے۔

اس مخالفت اور حکومت پاکستان کی گھناؤنی سازش کے نتیجے میں جماعت کو جو ترقیات نصیب ہوئی تھیں ان کا تذکرہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء کو ان الفاظ میں فرمایا

"جس طرح احرار موومنٹ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بے انتہا فضلوں کی بارشیں برسائی تھیں میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس احرار موومنٹ کے نتیجہ میں بھی اتنی عظیم الشان رحمتیں اللہ تعالیٰ کی جماعت پر نازل ہوں گی جن کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے وہ جماعت آج کچھ اور ہے جس کو احرار نے مٹانے کی کوشش کی تھی اس سے آج سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور ہے جتنی اس وقت ۱۹۵۳-۵۴ء میں تھی۔ آج جس جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر ابھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کر سکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی وہ بڑی بڑی حکومتوں کے اجتماع کی مخالفتیں ہوں گی..... یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں ہیں کہ جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے جو دنیا سے مانگ کر پلتی ہیں اور ہر چیز میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو تھوڑا بہت دیا ہے اس پر تکبر کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کا سوچ رہی ہیں پس یہ دور مٹنے والا دور ہے۔"

حضور نے جس درد اور کرب و سوز کے ساتھ اسیران راہ مولیٰ کی رہائی اور باعزت بریت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور التجائیں کیں ان کا کچھ اندازہ حضور کے ان اشعار سے ہوتا ہے جو جلسہ سالانہ لندن کے موقع پر ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء کو پڑھے گئے۔

گم گشتہ اسیران رہ مولیٰ کی خاطر
مدت سے فقیر ایک دعا مانگ رہا ہے
جس راہ پہ وہ کھوئے گئے اس راہ پہ یہ عبد
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صدا ہے
خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

* نہیں کر سکتا کوئی انجمن نبی کا کام۔

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں کا کسی سے
میں تیرا ہوں، تو میرا خدا، میرا خدا ہے

اس دعا کو اللہ تعالےٰ نے اس رنگ میں شرف قبولیت بخشا کہ وہ اسیران جن کی رہائی کے لئے نہ صرف خلیفہ وقت بلکہ ساری جماعت کے دل بریاں اور چشم گریاں تھے اور نو برس سے جن کی رہائی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے وہ اچانک معجزانہ طور پر رہائی پا کر اپنے گھروں میں پہنچ گئے اور چشم فلک نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ جہاں ایک طرف ان اسیران راہ مولیٰ کو موت کے منہ سے رہائی بخشی وہاں وہ شخص ان کے سامنے خدائی قہر کا نشانہ بنا جو ان کی موت کی تمنا کر رہا تھا، جس نے اپنے دور اقتدار میں ان کو تختہ دار پر لٹکانے کے لئے ہر ممکن تدبیر کی اس کا جسم فضا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور خلیفہ وقت کے یہ الفاظ بھی پورے ہوئے۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

نیز فرمایا:

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا
کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا
موت بھی آ گئی ہو تو ٹل جائے گی

یہ ہیں چند نمونے خلفائے احمدیت کی دعاؤں کی تاثیرات کے جن سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد مستفید ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کو جذب کرنے اور ان کو اپنے حق میں پورا ہوتے دیکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خلافت کے منصب کو پہچانا جائے۔ اس سے کامل وابستگی اختیار کی جائے اس سے ذاتی تعلق پیدا کیا جائے۔ ایسا تعلق جو کامل اطاعت اور فرمانبرداری والا تعلق ہو۔ یہ دوہرا رشتہ ہے دعا کا خلافت سے؛ ایک طرف خلیفہ وقت کی دعائیں جماعت کے لئے ہیں دوسری طرف جماعت کی دعائیں خلیفہ وقت سے پختہ تعلق کی بنا پر پایہ قبولیت کو پہنچتی ہیں۔

اس حقیقت کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے اس سے سچا پیار نہیں ہے اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اس کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں خط پہنچی بھی نہیں دعا اور ادھر قبول ہو گئی۔ ابھی چارن تھی دعا تو اللہ تعالےٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ دعا کی بھی نہیں تھی تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق رکھتا ہے اپنے محبوب آقا سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری دعائیں ہمیشہ کے لئے اسی کے لئے سنی جائیں گی اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ ان کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی، اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت کو حقیقت دعا کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

پس ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب ہمیں ایک ہاتھ پر جمع کیا ہے قدرت ثانیہ عطا کی ہے تو اس نعمت کی قدر کریں۔ وہ ہاتھ جس سے ہم نے اس حبل اللہ کو تھاما ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دیں خدائی نعمت کا عملی شکر ادا کریں احساس کی اس نعمت کی ناشکری کرنے والے نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ کی یہ نعمت اتنی عظیم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ یہ نعمت قیامت تک ہمیں حاصل رہے ہماری نسلیں قیامت تک اس سے وابستہ رہیں اور اس کی روحانی برکات سے متمتع ہوتی رہیں۔

☆

خلیفہ بنانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے

"آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور پھر یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما، اسی طرح خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحبؑ کے بعد خلیفہ کیا۔۔۔۔ پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔۔۔۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

خلیفہ مجدد سے بڑا ہوتا ہے

"خلیفہ تو مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آ سکتا ہے۔ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔"

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ (الفضل ۸ اپریل ۱۹۴۷ء)

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالےٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے اور کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے۔ بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ (الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء)

"وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ (الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء)

"اللہ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ (منصب خلافت صفحہ ۳۲)

"خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں، جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کر رہی ہیں"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء)

اس کے قدم وہیں رُک جاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان غیر معمولی انعامات کا ذکر فرمایا جو آپ کی زینت تقویٰ کے نتیجے میں آپ کو حاصل ہوئے اور ہر بار جب ایک انعام کا ذکر فرماتے تھے تو فرماتے تھے "ولا فخر" ولا فخر۔ مجھے خدا نے تم سب پر فضیلت دی ہے تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے اولین پر بھی دی ہے آخرین پر بھی دیا گیا ہے "ولا فخر" لیکن کوئی فخر نہیں اس کے باوجود میں تم سے بڑا بننے کی تمنا ہی نہیں رکھتا نہ اس بات کو بیان کر کے تمہارے دل جلانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہ یونس بن متی پر بھی جب کسی ان کے ماننے والے سے آنحضرتؐ کے فضیلت دیئے جانے کو پسند نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صحابی کو روک دیا جس نے یہ کہا تھا۔ ایک صحابی نے یونسؑ بن متی کے مرید ان کے ماننے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی فضیلت کا ذکر فرمایا کہ تمہارے نبی سے ہمارا نبی زیادہ افضل ہے۔ اس کو تکلیف پہنچی۔ یہ جھگڑا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا "لا تفضلونی علیٰ یونس ابن متیٰ" مجھے یونس ابن متی پر کوئی فضیلت نہ دو۔ یہ مراد نہیں ہے کہ مجھے فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت تو اللہ نے دے دی ہے۔ خود ذکر بھی فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ولا فخر" پس اس حدیث کا حل "لا فخر" کے اندر ہے کہ مجھے فخر کی عادت نہیں ہے۔ فخر سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے اور مومن کی زینت کا دوسرے کو تکلیف پہنچانے سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ پس تم مجھے فضیلت نہ دو وہاں جہاں یہ فخر کے طور پر دوسروں کو تکلیف دے رہی ہو۔ اور اگر گہری نظر سے مطالعہ کریں تو جب تو میں آپس میں اپنے اپنے انبیاء کے مقابلے کرتی ہیں تو بنیادی طور پر فخر کی خواہش ہوتی ہے جو ان مقابلوں پر ان کو آمادہ کرتی ہے محض اپنے رسول کی محبت نہیں ہوتی۔ لہٰذا دوسرے کو نیچا دکھانا ہے یہ مضمون ہے جس کے نتیجے میں اپنوں کا ذکر مبالغہ آمیزی کے ساتھ اور دوسروں کی خوبیوں کو گھٹا کے دکھایا جاتا ہے۔

> لہو و لعب ایسی چیز ہے جو عمر کے ساتھ ساتھ از خود زرد ہونے لگتی ہے یعنی لہو و لعب کی تمنا خود ڈھلنے لگتی ہے۔

پس زینت کا بھی تفاخر سے تعلق ہے اور وہ زینت جو دنیا کی زینت ہے اس کے پیٹ سے ضرور تفاخر کا بچہ پیدا ہوگا۔ اگر وہ ہوگا تو بڑی بڑی جہالتیں اس سے پیدا ہوں گی۔ اب لہو و لعب میں بھی ایک تفاخر ہے روزمرہ کی زندگی کے ایسے کاموں میں جن کا ہر انسان سے تعلق ہے ان میں بھی تفاخر بے وجہ آکر زندگی کو کرکرا کر دیتا ہے۔ آپ دیکھیں ہمارے زمینداروں میں شادی کے موقع پر جو دکھاوے کا شوق ہے کتنی مصیبتیں ہیں اس کے نتیجے میں، کتنے گھر برباد ہوتے ہیں اور اتنے اس کے بداثرات ہیں ہر طرف کہ بعض دفعہ وہ اس بیٹی کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے جس کو بیاہا جاتا ہے۔ اگر اس کے ماں باپ نے جہیز اتنا نہیں دیا جو خاوند کے گھر والوں کی توقع تھی تو وہ صرف یہ نہیں کہتے کہ ہمیں جہیز کیوں کم دیا ہے وہ کہتے ہیں ہماری ناک کٹوا دی۔ ہم ایسی گھر میں بیاہ کے لائے یہ فقیرنی کچھ بھی اس کے پاس نہیں تھا جہیز کا کیا ساتھ آیا تھا جو ہماری عزت سوسائٹی میں ہوتی۔ اور جو اس ڈر سے کر جاتے ہیں پھر بیٹیوں کو دیتے ہیں وہ اپنی عزتوں کے ناک کاٹ کر دیتے ہیں منتیں کرتے ہیں قرضے مانگتے ہیں ایسے قرضے لے لیتے ہیں جو واپس کر ہی نہیں سکتے اور ساری عمر ان قرضوں کے بوجھ کے نیچے خود بھی دبتے ہیں اور اپنی عزتیں بھی برباد کرتے ہیں۔ قرض خواہ تو پھر کوئی عزت نہیں کرتا کسی کی۔ عدالتوں میں گھسیٹے جاتے ہیں گھروں کی قرقیاں بھی ہو جاتی ہیں بعض لوگوں کی مگر تفاخر کے نتیجے میں جو اخراجات ہیں وہ تمام تر وہ ہیں جو بنیادی ضرورتوں سے بالکل بے تعلق ہیں مگر اس کا نمبر دوسرا ہے پہلا جو تعلق ہے اب وہ ان کا ایک حصہ بنیادی ضرورتوں میں داخل ہے مگر تفاخر جو ہے اس کا کوئی جواز نہیں۔ تفاخر کی خاطر قرض اُٹھانے تفاخر کی خاطر اپنی حیثیت سے بڑھ کر چھلانگ لگانا یہ ایک ایسی مصیبت ہے جو انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور اس کے نتیجے میں گناہ بھی پیدا ہوتے ہیں اور معاشرہ دکھوں سے بھر جاتا ہے۔ ایسے خاندانوں کے جھگڑے، لڑائیاں، آگے ساس بہو کی آپس کی ایک دوسرے سے بدزبانیاں یہی نہیں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو سوسائٹی کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور یہ نفس کے اندھیرے ہیں باہر سے کہیں سے نہیں آئے۔

تیسرا جو ہے ذکر وہ فرمایا ہے "وتکاثر فی الاموال والاولاد" لیکن چونکہ اب وقت ختم ہو گیا ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں یہاں سے پھر مضمون کو لوں گا۔ ابھی بہت سا ایسا مضمون ہے جس کا اندھیروں سے تعلق ہے اب ان کی نشاندہی کر کے آپ کو دکھانا ہے کہ یہ یہ اندھیرے ہیں جب تک یہ رہیں گے نور داخل نہیں ہوگا۔ اور ہر اندھیرے سے تعلق رکھنے والا ایک متقابل نور ہے وہ بدبخت اندھیرا دل سے نکالیں گے تو پھر نور وہاں قدم رکھے گا اور پھر جب قدم رکھے گا حقیقت میں اور وہ اندھیرا نہیں رہا ہوگا تو پھر وہ نور نہیں مٹ سکتا۔ میں نے آپ سے یہ بھی بات کی تھی کہ جب نور طاقتور ہے تو اس کے آنے کے بعد اندھیرے واپس کیوں آتے ہیں وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کا ابھی اندھیرا نہیں ہٹا ہوتا تو اللہ اپنی رحمت سے کچھ نور کا حصہ مزے کے طور پر دے دیتا ہے۔ نفس کا اندھیرا باقی رہتا ہے ابھی پھر انسان اس کی پرورش شروع کر دیتا ہے اور نور کی ناقدری کرتا ہے تو نور از خود نکلتا ہے اندھیرے سے ہٹتا نہیں ہے۔ وہ شخص جس کا ظرف اندھیرے رکھتا ہے وہ شخص ہار جاتا ہے۔ نور کو تو وہ خود پھر کہتا ہے کہ بھئی میرا پیچھا چھوڑو اب اور نور زبردستی نہیں دلنا نور تو عطاء ہے۔ اگر کوئی شخص مستحق ہے اور قدردان ہے تو اس کے پاس رہے گا ورنہ نہیں۔ اندھیرے کو فی ذاتہٖ نور کے اوپر غالب آنے کی توفیق نہیں ہے ہاں وہ مالک جس نے کچھ اندھیرے سے حصہ پایا ہے کچھ روشنی سے حصہ پایا ہے اس کا اپنا رجحان، اس کا اپنا طرز عمل ہے جو یہ فیصلہ کرے گا کہ بالآخر نور باقی رہے گا یا ظلمت باقی رہ جائے گی۔ مگر یہ بھی ایک نسبتاً زیادہ تفصیل کا محتاج مضمون ہے۔ اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے اندھیروں سے ہمیں پاک صاف کر دے اور ہر اندھیرے کے بدلے وہ نور عطا فرمائے جو آکر ٹھہر جانے والا ہو، بس جانے والا ہو اور پھر ہمیں کبھی نہ چھوڑے۔

درخواست دُعا

خاکسار کے بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر کے لئے نیز اُن کے کاروبار میں برکت و ترقی کے اور خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے۔ اسی طرح ایک بھانجہ عزیز محمد اسد اللہ قریشی میڈیکل میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اعلیٰ کامیابی کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(بشارت احمد حیدر قادیان)

بدترین مخلوق کا بدترین تحفہ

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت رابعہ کے اس عہد سعید میں جماعت احمدیہ عالمگیر زمین کی حدود کو پار کرتے ہوئے آسمان کی بلندیوں میں پہنچ چکی ہے اسلام کی حقانیت اور حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے تازہ بتازہ نشانات احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ذریعہ آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا کے پانچوں براعظموں میں پھیلائے جا رہے ہیں اور لاکھوں سعید روحیں اس الٰہی نظام سے منسلک ہو رہی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی حق و صداقت کے دشمن اور ظلم و ظلمات کے پجاری جھوٹ۔ افتراء پردازی۔ دغابازی مکاری وغیرہ اوچھے اور شیطانی ہتھیار سے لیس ہو کر پہلے سے زیادہ نبرد آزما ہیں لیکن جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کے خدائی دائمی وعدے کے مطابق ہر میدان میں انہیں ناکامی اور شکست کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے

حال ہی میں کیرلہ کے طول و عرض میں "تحفہ دار العلوم" کے نام سے موسوم ایک کتاب وسیع پیمانے پر تقسیم کی جا رہی ہے۔ یہ کتاب علامہ مفتی محمد شفیع عثمانی علامہ محمد ادریس کاندھلوی۔ مولوی محمد منظور نعمانی۔ مولانا منظور احمد پاکستانی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مولانا نور عالم امینی اور مولانا سجاد نعمانی وغیرہ "علماء" کے مضامین کے ملایالم ترجموں پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کی غرض یہ بتائی گئی ہے

"قادیانی فتنہ ہندوستان کے تمام صوبہ جات میں بہت وسیع پیمانے پر پھیلائی جا رہی ایک بہت بڑی آفت ہے۔ یہ بات بہتوں کے لئے حیرانی کا موجب ہے کہ دیگر صوبوں کی نسبت یہ آفت سب سے زیادہ صوبہ کیرلہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس خطرناک بیماری سے واقفیت حاصل کر کے اس کی مدافعت کرنا ہر مسلمان کا اوّلین فریضہ ہے اسی وجہ سے یہ تحفۂ دار العلوم دیوبند کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے"

خاکسار نے نہایت شوق سے اس کا مطالعہ شروع کیا کہ شاید عقائد احمدیہ کے خلاف کوئی نیا نکتہ یا کوئی نئی دلیل قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ علماء کرام متفق ہو کر عوام کے سامنے پیش کر رہے ہونگے۔ لیکن ساری کتاب پڑھ کر انتہائی مایوسی ہوئی کہ اس کتاب میں سوائے جھوٹ اور افتراء اور دھوکہ دہی کے حق و صداقت پر مبنی ایک بات بھی نظر نہیں آئی بلکہ ان پرانی الزام تراشیوں اور افتراء پردازیوں کو ہی دوہرایا گیا ہے جس کا سو سال سے زائد عرصہ سے بار بار جواب دیا جاتا رہا ہے۔ ان ہی کفر کے فتووں، قتل کی دھمکیوں اور بدتہذیب گالیوں کے علاوہ اس میں حق و صداقت کی ایک باریک رمق بھی نظر نہیں آئی۔

ان علماء سوء نے اس کتاب کے ذریعہ ایک دفعہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ یہ لوگ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں جو اس قسم کے بدترین تحائف پیش کر رہے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ان کے اندر سور کی مردہ خوری اور بندروں کی ہٹ دھرمی نمایاں طور پر پائی جاتی ہے

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کے مؤقف و عقائد کے خلاف جس قسم کے صریح جھوٹ اور کذب بیانی اور الزام تراشیاں پائی جاتی ہیں ان کا ایک مختصر نقشہ درج ذیل ہے۔

۱۔ قادیانیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے خلاف ایک ظالمانہ حملہ ہے (صفحہ ۱۲)

۲۔ قادیانزم اسلام کے خلاف شدید عداوت کا نام ہے (صفحہ ۱۲)

۳۔ ان کا (احمدیوں) یہ عقیدہ ہے کہ مرزا کی ہندوستانی نبوت رسول کریمؐ کی عربی نبوت سے افضل ہے (صفحہ ۵)

۴۔ مقدس اسلام کی تباہی قادیانزم کا مقصد ہے (صفحہ ۱۶)

۵۔ دولت جمع کرنا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا ہی مرزا کا مقصد حیات ہے۔ (صفحہ ۲۵)

۶۔ جو لوگ مرزا پر ایمان نہیں لاتے ہیں ان سب کو کافر قرار دے کر انہوں نے حضرت عیسیٰ کو جو گالیاں دی ہیں انہیں پڑھ کر کلیجہ تڑپنے لگ جاتا ہے (صفحہ ۲۶)

۷۔ وہ کروڑوں مسلمان جو مرزا کو نہیں مانتے ہیں ان کے نزدیک کافر اور ذریت البغایا ہیں (صفحہ ۲۷)

۸۔ جس طرح تلاوت قرآن مجید ایک عبادت ہے اسی طرح مرزا کی وحی و الہامات کی روزانہ تلاوت کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ (صفحہ ۳۴)

۹۔ مرزا نے کہا ہے کہ انکی وحی کے خلاف جو بھی حدیث نظر آئے اُسے کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا جائے (صفحہ ۳۵)

۱۰۔ عیسیٰ نبی کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (صفحہ ۴۰)

۱۱۔ مرزا بعض اوقات اس طرح کی بکواس (نعوذ باللہ) کیا کرتے تھے کہ میں حضرت رسول اللہ سے افضل ہوں کیونکہ نبی کریمؐ کے معجزات صرف تین ہزار تھے لیکن میرے معجزات دس لاکھ ہیں (صفحہ ۴۲)

۱۲۔ قادیانی لوگ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں اسے یہ لوگ نعوذ باللہ ایک لعنت قرار دیتے ہیں (صفحہ ۶۴)

۱۳۔ مرزا غلام احمد ایک نئی شریعت لے کر آئے تھے (صفحہ ۶۴)

۱۴۔ کلمہ پڑھتے وقت محمد رسول اللہ کی جگہ جب تک مرزا غلام احمد کا نام دل میں نہیں پڑھے گا تب تک وہ صحیح معنوں میں مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا محمد رسول اللہ کا کلمہ قادیانیوں کے لئے منسوخ ہے (صفحہ ۶۵)

۱۵۔ مرزا قادیانی کے وحی و الہامات اور اوامر و نواہی کو اپنایا نہ جا کر صرف محمدی شریعت کی پیروی کرنے والا نجات پا نہیں سکتا۔ (صفحہ ۶۶)

۱۶۔ صرف محمدی نبوت کی ہی پیروی کرنے والا اور صرف محمدی کلمہ ہی پڑھنے والا کافر ہوتا ہے (صفحہ ۶۶)

۱۷۔ محمد صلعم کی پہلی بعثت سے افضل مرزا کی شکل میں نمودار ہوئی بعثت ثانیہ ہے۔ (صفحہ ۶۷)

۱۸۔ صرف محمد صلعم کی پیروی کرتے ہوئے مرزا کا انکار کرنے والا سخت کافر ہے (صفحہ ۶۸)

۱۹۔ محمدی نبوت منسوخ ہو چکی ہے (صفحہ ۶۸)

۲۰۔ مرزا کے بغیر جو اسلام ہے وہ صرف جھوٹی کہانیوں کا مجموعہ ہے اور لعنتی شیطانی اور قابل نفرین ہے۔ (صفحہ ۶۹)

۲۱۔ قادیانزم کو جنم دینے والی اور اسے دودھ پلا کر پرورش کرنے والی سلطنت برطانیہ ہے۔ (صفحہ ۶۹)

۲۲۔ اسرائیل سٹیٹ کے قیام میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا ہے (صفحہ ۷۰)

۲۳۔ قادیانزم اسلام کے متوازی ایک نیا مذہب ہے۔ (صفحہ ۷۰)

۲۴۔ غلام قادیانی نے محمد عربی کی مقدس نبوت کے خلاف نئی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ (صفحہ ۷۰)

۲۵۔ قادیانیوں کے نئے مذہب میں محمد عربی کا کلمہ اور شریعت منسوخ ہے (صفحہ ۷۰)

یہ مذکورہ ردّی کتاب میں سے لئے گئے جھوٹ اور افتراؤں کے چند نمونے ہیں جو ہم نے نقل کفر کفر نہ باشد کے مطابق نقل کئے ہیں۔

ہر احمدی بچہ جانتا ہے کہ مذکورہ باتوں میں سے ایک بھی احمدیوں کا عقیدہ نہیں ہے لہذا ان نہایت گندے اور جھوٹے الزامات کا اول تا آخر ہماری طرف سے صرف اور صرف یہی ایک جواب ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمکذبین والمفترین۔

بہت بڑے بڑے ... مگر یہ یاد رکھو ایک دن قیامت آنیوالی ہے باوجود پچھلے ایک صد سال سے اس قسم کی کذب بیانیوں اور الزام تراشیوں کا جواب دیئے جانے کے پھر بھی بار بار بغیر کسی قسم کے خوف الٰہی کے اور تقویٰ کو بالائے طاق

رکھ کر عمدًا ان جھوٹے الزامات کا یہ بدترین مخلوق علماء سوء اعادہ کرتے آرہے ہیں۔

بانئے سلسلہ احمدیہ حضرت احمد القادیانی علیہ السلام نے اپنی ۸۸ سے زائد عربی اردو اور فارسی کتب میں جو روحانی خزائن کے نام سے منظر عام پر ہیں اپنے اور اپنی جماعت کے عقاید کے بارہ میں حلفیہ بیان دیا ہے۔ ان میں سے چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔

"جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہم کو کافر اور بے ایمان ٹھہراتے ہیں اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن مجید کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں پر جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین

(ایام الصلح صفحہ ۸۷-۸۶ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۳-۳۲۲)

نیز فرماتے ہیں۔

"مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقینًا یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اسکو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری رہے گا۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ حلفیہ بیانات ہی ان نام نہاد علماء کے خرافات کے لئے منہ توڑ جواب ہیں۔ آپ اپنے دعوے نبوۃ کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں۔

"اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور امتی ہوں اس لئے آنجناب کی اس سے کچھ کسر شان نہیں"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۳-۱۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ اظہار عقائد اور ان علماء سوء کی کذب بیانیوں کا موازنہ کیا جائے تو مذکورہ تحفۂ دار العلوم میں صف آراء "مولاناؤں" کا آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اور ہر قسم کے فتنہ کا محرک ہونا طشت از بام ہے۔

اس مسموم تحفہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کے خلاف ہر مضمون میں نہ صرف کفر کے فتوے لگائے بلکہ احمدیوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اس کے لئے عامۃ المسلمین کو ترغیب دی گئی ہے

ان کفر کے فتوؤں پہ کسی قسم کا تبصرہ کئے بغیر وہابیہ دیوبندیہ کے خلاف ان کے غیروں کی طرف سے لگائے گئے چند فتوے درج کئے جاتے ہیں۔

"وہابیہ دیوبندیہ قطعًا مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کفر سخت سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی ان ہی جیسا مرتد و کافر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان سے بالکل محترز و مجتنب رہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے یہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جائیں مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔

(المعلن محمد ابراہیم بھاگلپوری مطبوعہ اشتیاق منزل ہیوٹ روڈ لکھنؤ صفحہ ۶۳)

یہ فتوے دینے والے صرف ہندوستان کے ہی علماء نہیں بلکہ افغانستان بخارا۔ ایران۔ مصر۔ روم۔ شام اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ و بغداد کے علماء اہل سنت والجماعت ہیں تفصیل مندرجہ ذیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) تقدیس الوکیل (۲) السیف المسلول (۳) عقائد وہابیہ دیوبندیہ (۴) تاریخ دیوبندیہ (۵) حسام الحرمین (۶) فتاوٰی الحرمین (۷) الصوارم الہندیہ علی مکر الشیاطین الدیوبندیہ

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۳)

سیدنا حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا

اعلیٰ روحانی مقام

نورِ دیںؓ اِک نور تھے مولیٰ کے بھی پیارے تھے وہ
مہدیٔ موعود کی آنکھوں کے بھی تارے تھے وہ

اپنے اخلاص و وفا میں اُن کا اونچا تھا مقام
اُن کو ہر دم تھا توکل اپنے مولیٰ پہ مدام

اپنے آقا کی اطاعت میں عجب اِک شان تھی
دین کی راہ میں اُن کی ہر شے دین پہ قربان تھی

ان کو مولیٰ نے خلافت کا دیا اوّل انعام
مِل گیا ان کو خدا کے فضل سے اعلیٰ مقام

مہدیٔ موعود کی حاصل رہی اُن کو رضا
اپنے آقا کی رضا کے رہ گئے موتی سدا

علم قرآں کا سمندر ان کے سینہ میں رواں
عشقِ مولیٰ سے سدا رہتا تھا دِل اُن کا جواں

احمدیت کی صداقت کے تھے وہ روشن نشاں
بن گئے وہ گلشنِ احمد کے پیارے باغباں

اپنے مولیٰ کے مقرب اور تھے اُس کے حبیب
وہ روحانی اور جسمانی تھے اِک حاذق طبیب

میرا مولیٰ اُن پہ ہر دم رحمتیں نازل کرے
اُن کی تربت پہ سدا وہ برکتیں نازل کرے

عاصی مومن نورِ دیںؓ کے فیض کو پاتا رہے
اُن کی اُلفت کے ترانے وہ سدا گاتا رہے

○

خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو۔ ناروے

اعلان برائے منظوری قاضی صاحبان

منجانب نظامت دارالقضاء قادیان

مندرجہ ذیل قاضی صاحبان کی منظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ یہ منظوری تین سال کے لئے ہے۔ (۱) مکرم نورالدین ناصر صاحب قاضی جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ (۲) مکرم مبارک احمد صاحب قاضی جماعت احمدیہ مرتی بنی مائنز (بہار) (۳) مکرم محمد عثمان صاحب جنگڑی قاضی جماعت احمدیہ یادگیر۔ —— اللہ تعالیٰ ان احباب کے لئے یہ منصب مبارک کرے۔ احبابِ جماعت ان سے تعاون فرمائیں۔

ناظم دارالقضاء قادیان

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM. — ARROW GYM.
SANTOSH NAGAR — CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ :- محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر حیدرآباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے لئے سیدھی تام کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ گروپ، بار، شیڈول کیلئے (باڈی ویٹ ساتھ رکھیں) نادر آسلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کے لئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کے لئے اِس پتہ پر رابطہ قائم کریں :-

M.A. SALEEM (BODY BUILDER) H. NO. 18-2-898/10/71
NIMRA COLONY, FALAK NUMA POST - 500253
HYDERABAD (A.P.) INDIA

NEVER BEFORE
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
GUARANTEED PRODUCT
NIR
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15.

طالبِ دعا :- مجبوب عالم ابن محترم الحاج عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19. A JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700081.

Star ★ CHAPPALS — PHONE - 543105

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY
LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY.
KANPUR-1 PIN. 20800_.

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM, - 679339.
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE - 26-3287.

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P. 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

ایم۔ٹی۔اے۔انٹرنیشنل کی چوبیس ۲۴ گھنٹے کی نشریات

زاویہ — تفصیل خصوصی پروگرام

الحمد للہ کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (ایم۔ٹی۔اے۔انٹرنیشنل) کے پروگرام ۲۹۔مئی ۱۹۹۶ء سے مسلسل چوبیس گھنٹے کے لئے شروع ہو چکے ہیں۔ ان پروگراموں میں تلاوت قرآن مجید، احادیث نبویہ اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق سلسلہ وار پروگرام شامل ہیں۔ ان کے علاوہ [illegible] سکھانے اور سپورٹس، عالمی خبروں، صحت و زندگی سے متعلق طبی معلومات اور لجنہ اماء اللہ کے خانہ داری کے پروگرام۔ اسی طرح بچوں کی دلچسپیوں کے [illegible] بھی کئی معیاری پروگرام دنیا کی مختلف زبانوں میں نشر کئے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ بعض خصوصی پروگرام بھی ہیں جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایمان افروز ارشادات سے نوازتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان پروگراموں کے اوقات اور دن لکھ رہے ہیں۔ احباب جماعت ان پروگراموں سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ دیگر غیر از جماعت افراد کو بھی ان پروگراموں میں شریک کریں۔

دن	وقت ہندوستانی	پروگرام
جمعۃ المبارک	چھ بجے شام	خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ مسجد فضل لندن سے براہ راست پیش کیا جاتا ہے۔ (ایک گھنٹہ کیلئے) یہ خطبہ اگلے روز صبح سوا گیارہ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے۔
جمعۃ المبارک	سوا سات بجے شام	"ملاقات" حضور ایدہ اللہ اردو بولنے والے احباب کے دینی علمی اور تحقیقی سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح ۱۵-۹ بجے دوبارہ دکھایا جاتا ہے۔)
ہفتہ	ساڑھے چھ بجے شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بچوں کے ساتھ ذہنی مجلس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ (وقت ایک گھنٹہ۔ یہ پروگرام بروز اتوار ۱۵-۹ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
اتوار	ساڑھے چھ بجے شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ انگریزی بولنے والے احباب کے دینی علمی اور تحقیقی سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (یہ پروگرام بروز سوموار ۱۵-۹ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
سوموار	ساڑھے چھ بجے شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ جس میں اردو ترجمہ کے علاوہ مختصر علمی اور تحقیقی، روح پرور تفسیر ارشاد فرماتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح ۱۵-۹ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے۔)
منگل	(ایضاً)	(ایضاً)
بدھ	ساڑھے چھ بجے شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہومیوپیتھی ادویہ اور طریق علاج سے متعلق مفید معلومات سے نوازتے ہیں۔ (یہ پروگرام بھی اگلے روز صبح ۱۵-۹ بجے دوبارہ نشر کیا جاتا ہے)
جمعرات	(ایضاً)	(ایضاً)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان خصوصی پروگراموں جو کہ پروگرام "ملاقات" کے نام سے نشر ہوتے ہیں، کے علاوہ روزانہ ساڑھے چار بجے صبح۔ ڈیڑھ بجے دوپہر۔ اور ساڑھے آٹھ بجے شام "لِقَاءٌ مَعَ الْعَرَب" پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں حضور انور عرب بھائیوں کے سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ ایم۔ٹی۔اے کے لئے ڈش انٹینا سیٹ کرنے کا طریق درج ذیل ہے۔ مزید معلومات کے لئے انچارج شعبہ سمعی و بصری قادیان مکرم محمد رشید طارق صاحب سے بذریعہ خط و ٹیلی فون درج ذیل ایڈریس پر رابطہ کریں:-

PHONE OFFICE :- 01872 20749.

MOHAMMAD RASHEED TARIQ , P.O. QADIAN , Distt.- GURDASPUR (PUNJAB) PIN. 143516.

ڈش انٹینا پر M.T.A پروگرام سیٹ کرنے کا طریق کار

سب سے پہلے ڈش کو STAR پر لگا کر EL TV لگائیں۔ اور یہاں پر RECEIVER کو سیٹ کر دیں۔ اس کے بعد ڈش کو تھوڑا سا اونچا کر کے مغرب کی جانب گھمائیں۔ یہاں پر آپ کو بغیر RECEIVER چھیڑے MUSIC TV بھی ملے گا۔ اور یہاں پر ہی RECEIVER گھمانے سے SONY و دیگر چینل جیسے JAIN وغیرہ ملیں گے۔ اس کے بعد ڈش کو معمولی سا اور مغرب کی جانب گھمائیں۔ یہاں پر آپ کو C-SPAN چینل ملے گا۔ اس چینل کو بالکل صاف کر لیں۔ اور ڈش سیٹ کر دیں۔ یہاں پر چار چینل آئیں گے۔ ایک DISCOVERY دوسرا C-SPAN تیسرا ABC اور چوتھا MTA ایم۔ٹی۔اے لگا کر اسے صاف کر لیں۔ یہ پروگرام EAST 66° پر آتا ہے ۔